عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۷ تا ۱۳ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۰ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۷ء | شمارہ نمبر ۲۰

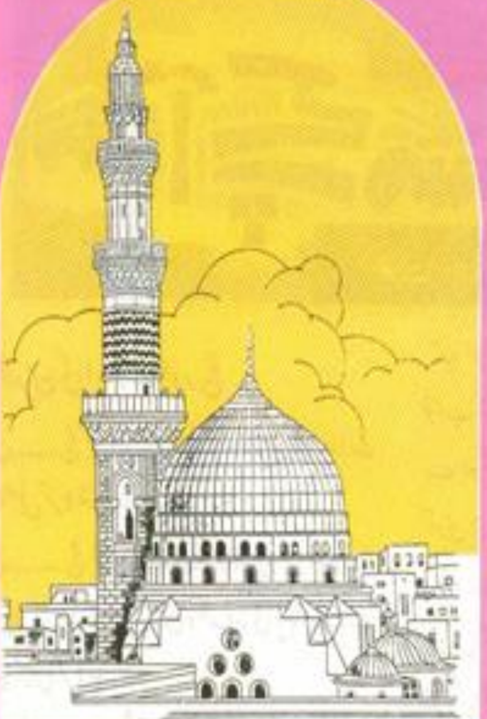

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و امانت

قادیانیت کا وجود اور اس کا اصل محرک و سرپرست

مرزائیوں کے تین گمراہ کن مغالطے

سابق قادیانی مبلغ احمد ھاریادی کا مرزا طاھر کو مباھلہ کا چیلنج

قیمت: ۵ روپے

والدین کی اجازت اور حج

س...... حج کرنے سے پہلے کیا والدین کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے؟

ج...... حج فرض کے لئے والدین کی اجازت شرط نہیں، البتہ حج نفل والدین کی اجازت کے بغیر نہیں کرنا چاہئے۔

غیر شادی شدہ شخص کا والدین کی اجازت کے بغیر حج کرنا

س...... جو شخص غیر شادی شدہ ہو اور اس کے والدین زندہ ہوں اور والدین نے حج نہیں کیا ہو، اور یہ شخص حج کرنا چاہے تو کیا اس کا حج ہو سکتا ہے؟

(۲) اگر والدین اس کو حج پر جانے کی اجازت دیں تو کیا وہ حج کر سکتا ہے؟

ج...... اگر یہ شخص صاحب استطاعت ہو تو خواہ اس کے والدین نے حج نہ کیا، ہو اس کے ذمہ حج فرض ہے۔ اور حج فرض کے لئے والدین کی اجازت شرط نہیں۔

بالغ کا حج

س...... کوئی شخص اگر اپنی بالغ لڑکی یا لڑکے کو حج کروائے تو کیا وہ حج اس کا نفلی ہوگا؟

ج...... اگر رقم لڑکے لڑکی کی ملکیت کردی گئی تھی تو ان پر حج فرض بھی ہوگیا اور ان کا حج فرض ادا بھی ہوگیا۔

سعودی عرب میں ملازمت کرنے والوں کا عمرہ و حج

س...... جو لوگ نوکری کیلئے جدہ یا سعودی عرب کی دوسری جگہ جاتے ہیں، وہاں سے ہو کر وہ حج یا عمرہ ادا کرتے ہیں، حدیث کی رو سے اس کا ثواب کیا ہے؟ جب کہ دور سے لوگ پاکستان سے ہو کر حج یا عمرہ ادا کرنے جاتے ہیں یا غریب آدمی جو پیسہ پیسہ جمع کرتا رہتا ہے اور نیت بھی ہوتی ہے کہ میں حج یا عمرہ کی سعادت حاصل کروں گا۔ دوسرا آدمی جب کہ نوکری کے سلسلے میں گیا تھا اس نے بھی یہ سعادت حاصل کی کیا دونوں صورت میں کوئی فرق تو نہیں ہے؟

ج...... جو لوگ ملازمت کے سلسلہ میں سعودی عرب گئے ہوں، اور حج کے دنوں میں بیت اللہ شریف پہنچ سکتے ہوں ان پر حج فرض ہے۔ اور ان کا حج و عمرہ صحیح ہے۔ اگر اخلاص ہو اور حج و عمرہ کے ارکان بھی صحیح ادا کریں تو انشاء اللہ ان کو بھی حج و عمرہ کا اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ وطن سے جانے والوں کو، اور جو غریب آدمی پیسہ پیسہ جمع کرکے حج کی تیاری کرتا رہا مگر اتنا سرمایہ میسر نہ آسکا کہ حج کے لئے جائے انشاء اللہ اس کو اس کی نیت پر حج کا ثواب ملے گا۔

حج ڈیوٹی کے لئے جانے والا اگر حج بھی کرلے تو اس کا حج ہوجائے گا

س...... میں یہاں ریاض سے ڈیوٹی دینے کیلئے مقامات حج پر حکومت کی طرف سے بھیجا گیا۔ میرے افسر نے کہا کہ تم ڈیوٹی کے ساتھ حج بھی کرسکو گے اس طرح میرے افسر کے ساتھ میں نے حج کے تمام مناسک پوری طرح ادا کئے۔ اب واپس آنے کے بعد میرے کچھ ساتھی کہتے ہیں کہ اس طرح ڈیوٹی کے ساتھ حج نہیں ہوا۔ جبکہ ہمارے ساتھ بہت سے مولانا حضرات بھی تھے جنہوں نے ڈیوٹی بھی دی، جو کام حکومت نے ہمارے سپرد کیا تھا وہ بھی پورا کیا اور افسروں کی اجازت کے ساتھ مناسک حج بھی پوری طرح انجام دیئے۔ آپ کے خیال میں ایسے حج کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟

ج...... آپ کا حج "ہم خرما و ہم ثواب" کا مصداق ہے، آپ کو دوہرا ثواب ملا۔ حج کا بھی اور حجاج کی خدمت کرنے کا بھی۔

سیاحت کے ویزے پر حج کرنا

س...... دیندار حضرات اپنی بیگمات کو عمرے اور حج کی نیت سے سیاحی ویزہ (وزٹ) کی حیثیت سے بلاتے ہیں کہ یہاں آ بھی جائیں گی اور عمرہ یا حج بھی کرلیں گی۔ بعض اوقات اس ویزہ کے حصول کے لئے رشوت بھی ادا کرنی پڑتی ہے؟

ج...... سیاحی کے ویزے پر حج کرنا درست ہے مگر اس کے لئے رشوت دینا جائز نہیں۔

فوج کی طرف سے حج کرنے والے کا فرض حج ادا ہوجائے گا

س...... اگر کوئی شخص فوج کی طرف سے حج کرنے جائے تو کیا اس کا فرض ادا ہوجاتا ہے؟ (مسلح افواج کے دستے ہر سال حج کیلئے جاتے ہیں)

ج...... حج فرض ادا ہوجائے گا۔

حج کی رقم دوسرے مصرف پر لگادینا

س...... میں نے اپنی والدہ کو دو سال قبل ان کے لئے اور والد صاحب کے لئے حج کی رقم دی جو انہوں نے کسی اور مد میں لگادی ہے وہاں سے یکمشت رقم کی واپسی ایک دو سال کے لئے ممکن نہیں، میں نے ان سے حج کے لئے تقاضا کیا تو کہنے لگیں کہ قسمت میں ہوگا تو کرلیں گے، تمہارا فرض ادا ہوگیا۔ مولوی صاحب یہ بتلایئے کہ کیا واقعی میں نے جس نیت سے ان کو پیسہ دیا تھا اس کا ثواب مجھے مل گیا اور یہ کہ کہیں خدانخواستہ والدہ فی الوقت تک حج نہ کرسکنے کی بنا پر گنہگار تو نہیں ہیں؟

ج...... آپ کو تو ثواب مل گیا اور آپ کی والدہ پر حج فرض ہوگیا اگر حج کے بغیر مرگئیں تو گنہگار ہوں گی اور ان پر لازم ہوگا کہ وہ وصیت کرکے مریں کہ ان کی طرف سے حج بدل کرادیا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۲۰ — ۷ تا ۱۳ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۰ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۷ء — قیمت: ۵ روپے

اس شمارے میں

- پاکستان کے پچاس سال اور قادیانیت کی ریشہ دوانیاں ۴
- عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام.........(مولانا محمد یوسف لدھیانوی) ۶
- قادیانیت کا وجود اور اس کا اصل محرک (مولانا ابوالحسن علی ندوی) ۹
- احمد باریادی کا مرزا طاہر احمد کو مباہلہ کا چیلنج (مولانا سعید احمد جلالپوری) ۱۳
- رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و امانت (حافظ مسعود احمد) ۱۹
- خاتم الانبیاء اور تبلیغ اسلام کے ابتدائی مراحل (حافظ محمد سعید اسعد) ۲۰
- مرزا غلام احمد قادیانی کے ۲۰ شاہکار جھوٹ.......(مولانا عبداللطیف مسعود) ۲۲
- مرزائیوں کے تین گمراہ کن مغالطے.......(مولانا محمد حسین) ۲۴

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE 0171-737-8199.

ناشر: عبدالرحمن باوا — طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ مزرڈلا ٹن کراچی

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر رسالہ کی خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کر دیا جائیگا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ ایشائی ۶۰ امریکی ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۴۸۷۰ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آزادی کے پچاس سال اور قادیانی ریشہ دوانیاں

۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے اجراء کے بعد جیسا کہ اوپر تذکرہ کیا جاچکا ہے مرزا طاہر نے لندن کا رخ کیا اور ربوہ سے اپنا مرکز لندن کے نواحی علاقے سرے میں اسلام آباد کے نام سے آباد کر کے وہاں سے قادیانیت کی تبلیغ شروع کردی اور پاکستان اور اسلام کے خلاف مذموم پروپیگنڈہ اور منفی سرگرمیاں شروع کیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کیلئے یہ بات قابل تشویش تھی انگلینڈ' افریقہ کے بعض علاقوں سے اطلاع پہنچی کہ بعض مسلمان سادہ لوحی کی وجہ سے ان کے شکنجے میں آگئے۔ اس طرح بعض مسلمانوں کے متعلق معلوم ہوا کہ قادیانیوں نے نوکریوں کا لالچ دیکر ان کو قادیانی بنادیا ہے' یہ صورتحال تشویش ناک تھی۔ مسلمان تو پاکستان میں ان کی شرارتوں سے عاجز تھے۔ اور ۸۳ء میں حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب زید مجدہم' حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا اور مولانا منظور احمد الحسینی کے ہمراہ انگلینڈ تشریف لائے تھے یہاں کے علماء کرام مولانا محمد یوسف متالا' مولانا عبیدالرحمٰن' مفتی محمد اسلم' مفتی مقبول صاحب نے توجہ دلائی تھی کہ انگلینڈ اور یورپی ممالک میں بھی قادیانیت کی ریشہ دوانیاں بڑھتی جارہی ہیں اس کے سدباب کیلئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کی ضرورت ہے۔ اس سے قبل حضرت مولانا لال حسین اختر صاحب بھی قادیانیت کی سرگرمیوں کی روک تھام کیلئے انگلینڈ تشریف لاچکے تھے۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن نے بھی اپنے دورہ انگلستان میں اس ضرورت کو محسوس کیا تھا اور ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھری" فرمایا کرتے تھے کہ اگر قادیانی چاند پر بھی چلے گئے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کا تعاقب جاری رکھے گی۔ اس نظریہ کے پیش نظر امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدہم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اجلاس میں فیصلہ فرمایا کہ انگلینڈ میں دفتر قائم کیا جائے اور اس کام کی ذمہ داری اپنے نائب مولانا مفتی احمد الرحمٰن" اور اپنے معتمد خصوصی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی زید مجدہم کے سپرد کی ان دونوں حضرات نے حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا اور مولانا منظور احمد الحسینی کے ہمراہ اس کام کا بیڑہ اٹھایا۔ اس کے پیش نظر بعض علماء کرام ملک عبدالحفیظ مکی' مولانا ضیاء القاسمی نے ایک ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا بھی اعلان کردیا۔ بعدازاں مفتی احمد الرحمٰن' حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا اور مولانا منظور احمد الحسینی کی کوششوں اور جمعیت علماء برطانیہ کے مولانا عبیدالرحمٰن' مفتی محمد اسلم اور دیگر علماء کرام کے تعاون سے یہ فیصلہ ہوا کہ یہ ختم نبوت کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے منعقد کی جائے۔ الحمدللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کیلئے بھرپور کوششیں کیں اور جمعیت علماء برطانیہ' دارالعلوم بری' اور دیگر علماء کرام کے تعاون سے یہ کانفرنس بہت کامیاب رہی اور مسلمانوں کو اس حقیقت سے آگاہی ہوئی کہ قادیانیت کا فتنہ اس وقت امت مسلمہ کیلئے سب سے بڑا فتنہ ہے اس لئے اس کے سدباب کیلئے بھرپور کام کرنا چاہئے۔ اس کانفرنس میں بھی یہی قرارداد منظور ہوئی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت انگلینڈ میں دفتر قائم کر کے قادیانیت کے فتنے سے مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کرے' اس سلسلے میں کام شروع کیا گیا اور حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن" حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا اور مولانا منظور احمد الحسینی وغیرہ کے ہمراہ انگلینڈ اور متحدہ عرب امارات کا دورہ کیا۔ لوگوں نے بہت پذیرائی کی اور جلد ہی لندن میں دفتر کی عمارت کیلئے رقم مہیا ہوگئی۔ اس طرح اپریل ۸۷ء میں لندن کے وسطی علاقہ اسٹاک ویل گرین میں ۳۷ میں ایک متروک گرجے کی عمارت حاصل کر کے وہاں مسجد ختم نبوت' ختم نبوت سینٹر قائم کر کے حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا' مولانا منظور احمد الحسینی کا وہاں تقرر کردیا گیا۔ اس طرح ۸۷ء میں انگلینڈ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے باضابطہ کام شروع کردیا۔ مرزا طاہر مجلس تحفظ ختم نبوت کی برطانیہ میں آمد سے بہت پریشان ہوا' اور اس نے بہت واویلا مچایا۔ مجلس کے علماء کرام کے خلاف تقاریر کیں۔ برطانیہ حکومت کو درخواست دی۔ لیکن الحمدللہ مسلمانوں کے تعاون سے مرزا طاہر کے تمام منصوبے ناکام ہوگئے' مرزا طاہر نے لندن بیٹھ کر اسلام اور پاکستان کو نقصان پہنچانے کیلئے کئی اقدامات کئے اس میں جرمنی' بیلجیئم اور دیگر یورپی ممالک میں سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے چکر میں پھنسا کر قادیانی بنانا سب سے اہم کام کئے' بے شمار لوگوں کے خطوط آئے کہ ہمیں ملازمت دیگر فارم بھروایا اور جمعہ میں کہا کہ تم قادیانی ہوگئے ہو۔ اس طرح افریقی ممالک مالی' گھانا' نائجیریا' سیرالیون میں مسلمان بن کر ان میں رفاہی کام کے ذریعے وہاں کے لوگوں کو قادیانی بنانا شروع کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس سلسلے میں رفاہی کام شروع کیا۔ ہر جگہ لٹریچر بلا معاوضہ پہنچایا' ایک ایک فرد سے بات چیت کی' مالی جاکر وہاں کے لوگوں کو سمجھایا' وہاں کے مسلمان جن کی تعداد چالیس ہزار کے قریب تھی۔ حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا اور مولانا منظور احمد الحسینی کے ہاتھوں پر اجتماعی توبہ کی۔ انگلینڈ اور یورپ کے اکثر علاقوں میں قادیانیوں کا تعاقب کیا جس کی وجہ سے ان علاقوں میں کام بند ہوگیا۔ جرمنی میں مولانا مشتاق الرحمٰن اور بیلجیئم میں قاری عبدالحمید نے قادیانیوں کی سرگرمیوں کو روکنے کا کام شروع کیا' الحمدللہ ختم نبوت کے دفاتر قائم ہونے کی وجہ سے قادیانیوں کی سرگرمیوں کو روکنے کا کام شروع ہوگیا ہے اور مسلمانوں کو اس

فتنے سے آگاہی ہو چکی ہے اور اب ان کو اسلام کے نام پر قادیانی دھوکہ نہیں دے سکتے۔ مرزا طاہر نے ربوہ میں سالانہ اجتماع کی پابندی کے بعد لندن میں ۲۸۔۲۹۔۳۰ جولائی کو تین روزہ سالانہ اجتماع شروع کردیا' اس اجتماع میں وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مسلسل تقریریں کرکے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پاکستان کی طرح اس کے توڑ کیلئے ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس کا آغاز کیا اور الحمدللہ اس سال ۹۷ء میں بارہویں ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں ہزاروں افراد نے شرکت کی اور پاکستان' ہندوستان اور برطانیہ کے علماء کرام نے مرزا طاہر کے ایک ایک اشکال کا جواب دیا۔ اس کانفرنس اور دیگر اجتماعات کے ذریعے مرزا طاہر اور اس کے حواری پاکستان' اسلام اور مسلمانان پاکستان کے خلاف مذموم پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ جھوٹے الزامات لگا کر پاکستان کو بدنام کرتے ہیں' پاکستان کے خلاف ایک خاص لابی بنائی جاتی ہے۔ گزشتہ دنوں امریکہ کی طرف سے پاکستان کو امداد فراہم کرنے کیلئے یہ شرائط عائد کی گئی کہ پاکستان میں قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم واپس لے۔ اس سلسلے میں اتنا زیادہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ پاکستان کے خلاف مغرب میں ایک خاصا ذہن بن گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس پروپیگنڈہ کا بھرپور جواب دینا ضروری سمجھا اور الحمدللہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس تاثر کو دور کرنے کی کوشش کی قادیانیوں کی پاکستان اور اسلام دشمنی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ گزشتہ رمضان المبارک سے پہلے مرزا طاہر ہر خطبہ میں اپنے تمام مریدوں کو تلقین کی کہ وہ پورا رمضان المبارک میں پاکستان اور پاکستان کے علماء کرام کے خلاف بددعائیں کرتے رہیں تاکہ وہ لوگ تباہ ہو جائیں اور پاکستان میں (احمدیت) قادیانیت کی حکومت قائم ہو اور ان کو فتح ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ۵۳ء کی طرح اس خلیفہ کو بھی رسوا کیا ۵۳ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اعلان کیا تھا کہ ۵۳ء مسلمانوں کی کامیابی کا سال ہے۔ ۹۷ء میں حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے اعلان کیا کہ ۹۷ء علماء کی تباہی اور پاکستان کی تباہی کا نہیں بلکہ ان کی فتح اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور بلندی کا سال ہے۔ ایک ارب بیس کروڑ مسلمان انشاء اللہ قادیانیت سے انتہائی نفرت کرتے ہیں اور اس کے فریب کو مسترد کرتے ہیں۔

(....جاری ہے....)

مولانا انیس الرحمٰن کی شہادت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء ممتاز عالم دین جامعہ انور القرآن کے شیخ الحدیث مسجد الہدیٰ کے خطیب حضرت اقدس مولانا عبداللہ درخواستی رحمتہ اللہ علیہ کے نواسے شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدہم کے مرید خاص حضرت مولانا انیس الرحمٰن درخواستی کو ۱۹ ستمبر ۹۷ء بروز جمعۃ المبارک کی نماز کے فوراً" بعد دہشت گردوں نے شہید کرکے درندگی کا جو مظاہرہ کیا ہے' اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ گزشتہ چند سال سے پاکستان میں اگرچہ علماء کرام کے خلاف قتل عام کی ایک لہر چل رہی تھی اور علماء کرام نے اس سلسلے میں حکومت سے احتجاج بھی کیا تھا لیکن اس میں کمی آنے کے بجائے اب اس کا رخ ایسے علماء کرام کی طرف ہونا جن کا علمی میدان اور مشترکہ میدان سے تعلق ہو بہت ہی خطرناک ہے۔ حضرت مولانا انیس الرحمٰن درخواستی ایک مقبول عالم دین تھے جن کی تمام زندگی علمی میدان میں علوم نبویہ کی اشاعت میں گزری۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ وابستگی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مولانا انیس الرحمٰن درخواستی تمام مکاتب فکر اور تمام علمائے دین کے متفقہ نمائندے تھے اور ان کا سیاسی جھگڑوں سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ایسے شخص کا شہید کیا جانا معمولی واقعہ نہیں ہے جس پر اہل علم اور حکومت کو خاموش ہونا چاہیے' یہ ایک خطرناک سازش کی طرف اشارہ ہے۔ حکومت اور اہل علم کو اس کا سختی کے ساتھ نوٹس لینا چاہیے۔ ایران کے چند فوجی قتل ہوگئے تو پوری حکومت نے واویلا مچادیا۔ ایران تک وفد پہنچ گئے' راجہ ظفر الحق ایران کی خوشامد کرتے رہے' کیا حکومت پاکستان کے نزدیک ایک عالم دین کی اتنی اہمیت بھی نہیں کہ سرعام ان کو شہید کردیا جائے اور حکومت کے کانوں پر جوں تک نہ رینگے۔ حضرت مولانا انیس الرحمٰن درخواستی کی شہادت حکومت کو مہنگی پڑے گی۔ نواز شریف صاحب! خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو فرمائیں کہ ایک کتا بھی اگر فرات کے کنارے بھوکا مرجائے تو عمر سے سوال ہوگا اور نواز شریف کی حکومت میں ایک ایسا عالم دین جس کے تقویٰ اور اہلیت پر دنیا بھر کو ناز تھا وہ سرعام شہید ہو جائے اور قاتل آرام سے دندناتے پھریں اور نواز شریف سے سوال نہ ہو ایسا ممکن نہیں۔ ہم نواز شریف اور لیاقت جتوئی سے سوال کریں گے کہ حضرت مولانا انیس الرحمٰن درخواستی کا قاتل کون ہے؟ کیونکہ اس وقت حکمرانی کے یہ بڑے ستون ہیں۔ کل قیامت کے دن ہمارا مقدمہ ان کے خلاف ہوگا۔ امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب' نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام رہنما حضرت مولانا انیس الرحمٰن درخواستی کی شہادت پر افسردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا انیس الرحمٰن صاحب کی شہادت کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کیلئے یہ ایک عظیم سانحہ ہے' حکومت قاتلوں کو گرفتار کرکے سرعام پھانسی کی سزا دے تاکہ آئندہ کسی کو عالم دین پر حملہ کرنے کی جرات نہ ہو۔

(مدیر پیغام صلح کے جواب میں)

قسط نمبر ۳

عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ملتمس: آنجناب فرماتے ہیں کہ ۱۸۹۰ء میں مرزا صاحب کو بذریعہ الہام "مسیح بن مریم" بتادیا گیا' اور اس الہام کی بنیاد پر انہوں نے ۱۸۹۱ء میں "مسیح موعود" ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر اس کے برعکس مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"اے برادران دین و علمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ "مسیح موعود" خیال کر بیٹھے ہیں' یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو۔ بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کردیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں' جو شخص یہ الزام میرے پر لگائے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے' بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔" (ازالہ اوہام ص ۱۹۰)

آپ کی اور جناب مرزا صاحب کی عبارت میں واضح طور پر تناقض ہے' چنانچہ:

(۱) آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب کو ۱۸۹۰ء میں الہام ہوا کہ "ہم نے تجھ کو مسیح بن مریم بنادیا"..... اس کے برعکس مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج ہے۔

(۲) آپ فرماتے ہیں کہ ۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا' اس کے برعکس مرزا صاحب کا ارشاد ہے کہ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو۔

(۳) آپ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا' مگر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ "اس عاجز نے مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ "مسیح موعود" خیال کر بیٹھے ہیں۔"

(۴) آپ لکھتے ہیں کہ الہام نے مرزا صاحب کو مسیح بن مریم بنایا (انا جعلناک المسیح بن مریم) مگر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "میں نے مسیح بن مریم ہونے کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا' جو شخص یہ الزام میرے پر لگائے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔"

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کی بات صحیح ہے یا مرزا صاحب کی؟ وہ کم فہم لوگ کون ہیں جو مرزا صاحب کو "مسیح موعود" خیال کر بیٹھے ہیں؟ اور وہ سراسر مفتری اور کذاب کون ہے جس نے مرزا صاحب کو "مسیح بن مریم" کا خطاب دیا؟ مسیح اور مثیل مسیح ایک ہی چیز ہے یا الگ الگ؟ کیا مرزا صاحب کا کوئی الہام ایسا ہے جس میں ان کو "مثیل مسیح" کہا گیا ہو؟ آپ قرآن سے باہر کوئی دلیل قبول نہیں کرتے' قرآن کریم کی وہ کونسی آیت ہے جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کو "مسیح" یا "مثیل مسیح" کہا گیا ہے؟ اور آنجناب نے وہ آیت پڑھ کر مرزا صاحب کو (ان کے دعویٰ کے علی الرغم) مسیح موعود مان لیا ہے؟

۲۔ آپ لکھتے ہیں: "قرآن کریم سے حیات مسیح ثابت کرنے کے لئے آپ نے (یعنی راقم الحروف نے) تین آیات پیش کی ہیں: الف: ھوالذی ارسل الخ' ب: میثاق النبیین' ج: ان عدتم عدنا الخ۔"

معاف کیجئے! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے' میں نے حیات مسیح پر تین نہیں' بلکہ صرف ایک ہی آیت پیش کی تھی۔ آیت میثاق النبیین حیات مسیح پر دلیل کی حیثیت سے پیش نہیں کی تھی' بلکہ آپ کے اس شبہ کے ازالہ کے لئے پیش کی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص ہوتی ہے' میں نے آیت میثاق النبیین کے حوالے سے لکھا تھا کہ اگر سارے انبیا علیہم السلام بھی دوبارہ تشریف لے آئیں تو اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص نہیں بلکہ تعظیم ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح وان عدتم عدنا والی آیت مرزا صاحب کا الہام ہے' اور میں نے جناب مرزا صاحب کا الہام ہی نقل کیا تھا نہ کہ قرآن مجید کی آیت...... بہرحال میرے عریضہ کو آپ دوبارہ ملاحظہ فرمائیں' وہاں حیات مسیح پر آپ کو

ایک ہی آیت لے گی' نہ کہ تین' ایک کو تین سمجھنا بھی اسی طرح کی غلطی ہے جس طرح کہ تین کو ایک سمجھنا۔

۴۔ ھوالذی ارسل...... کلمہ میں آنجناب نے مرزا صاحب کی تفسیر کو مسترد کرکے خود اپنی تفسیر پیش کردی ہے' بے شک آنجناب علم و فہم اور عقل و دانش میں مرزا صاحب سے فائق ہوں گے' اس لئے آپ کو یقیناً" اس کا حق ہوگا۔ مگر افسوس ہے کہ میں آنجناب کی ایجاد کردہ تفسیر کو دو وجہ سے قبول نہیں کرسکتا۔ اول اس لئے کہ آنجناب مرزا صاحب پر ایمان رکھتے ہیں' اور انہیں "مامور من اللہ" مانتے ہیں' ادھر مرزا صاحب اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تصریح کرتے ہیں کہ "اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے۔" جس سے ہر شخص یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ مرزا صاحب نے اس آیت کے تحت جو کچھ لکھا ہے وہ "اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے" کی روشنی میں لکھا ہے' اور میں کسی شخص کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ اپنے "مامور من اللہ" کے الہام کے خلاف قرآن کی تفسیر کرنے بیٹھ جائے۔ البتہ اگر آپ مرزا صاحب کے مامور من اللہ ہونے کا انکار کردیں اور ان کے الہامات کو غلط اور جھوٹ قرار دیں تو آپ کو ان کے مقابلہ پر قرآن کی تفسیر کرنے کا حق کسی درجہ میں تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ مامور من اللہ کے مقابلہ میں تفسیر کرنا تو عقل و دانش اور دین و دیانت کے صریح خلاف ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ مرزا صاحب تمام مفسرین کا اجماع نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ نزول سے متعلق ہے' ملاحظہ فرمایئے:

"اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔ (اور چونکہ مرزا صاحب کے وقت میں یہ عالمگیر غلبہ ظہور میں نہیں آیا اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ناقل)"

(چشمہ معرفت ص ۸۳)

اسی مضمون کو مرزا صاحب نے ازالہ اوہام ص ۶۷۵ تریاق القلوب ص ۴۷ و ص ۵۳ اور تحفہ گولڑویہ ص ۱۲۳ میں بھی بیان فرمایا ہے۔ اس صورت میں تمام متقدمین کے اتفاق کو' جس پر مرزا صاحب کی الہامی مہر بھی ثبت ہے' ترک کرکے آنجناب کی ایجاد کردہ تفسیر کو کیوں قبول کیا جائے؟

۵۔ آنجناب نے آیت میثاق النبیین کے ذیل میں اس ناکارہ سے سوال فرمایا کہ:

"کیا آپ قرآن کریم سے کوئی ایک ایسی آیت دکھا سکتے ہیں جس میں یہ ذکر ہو کہ حکمت الہیہ نے ان مصالح کی بناء پر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو انبیاء علیہم السلام کی نیابت کے لئے منتخب کیا۔"

جواباً" گزارش ہے کہ ایک طرف تو قرآن کریم نے عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی قطعی پیشگوئی کی' جسے میں براہین احمدیہ کے حوالے سے ذکر کرچکا ہوں۔ دوسری طرف قرآن کریم نے یہ اطلاع بھی دی کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق و نصرت کا عہد لیا گیا۔ تیسری طرف یہ عقلی مقدمہ ہے کہ کسی جماعت کی جانب سے ایک نمائندہ منتخب ہوکر کوئی کارروائی کرے تو وہ نیابتا" پوری جماعت کی جانب سے سمجھی جاتی ہے۔ ان مقدمات صحیحہ کے پیش نظر میں نے لکھا تھا کہ ممکن ہے اس عہد و پیمان کے ایفاء کی ایک شکل یہ بھی ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لاکر اپنی طرف سے اصالتاً" اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی جانب سے نیابتا" ایمان و نصرت کا عہد پورا فرمائیں۔ رہی یہ بات کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں سے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام ہی کو کیوں اس منصب کے لئے تجویز کیا گیا؟ اس کے بارے میں نے لکھا تھا کہ اس کی مصلحت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ یہ ایک ایسی صاف اور واضح بات ہے جس میں کسی تشکیک کی گنجائش نہیں تھی' مگر آپ ماشاء اللہ اسرار و حکم پر بھی قرآنی آیات کا مطالبہ فرماتے ہیں۔ اور مطالبہ کی دلیل یہ ہے کہ:

"میرا ایمان ہے کہ انسانوں کی فلاح و بہبود اور اصلاح نفوس کے لئے جو بات ضروری ہوتی ہے اس کو اس کی حکمت نے کبھی پوشیدہ نہیں رکھا۔ اپنے ایسے احکام کو وہ "آیات بینات" سے تعبیر کرتا اور ان "بینات" کے بعد ہی وہ منکرین کو کافر کا خطاب دیتا ہے۔"

مگر آپ نے یہ بات ملحوظ نہیں رکھی کہ قطعی احکام کا نام "بینات" ہے' نہ کہ احکام کی حکمتوں کا۔ اور آپ مجھ سے کسی حکم پر قرآن کریم کی آیت کا مطالبہ نہیں فرمارہے' بلکہ ایک قطعی حکم کی جو حکمت میں نے بیان کی اس پر آیت پیش کرنے کو کہہ رہے ہیں۔ محترم! سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قرب قیامت میں تشریف لانا قطعی ہے' "آیات بینات" میں شامل ہے' قرآن کریم' حدیث متواتر' اور اجماع امت سب اس کی قطعیت پر مہر تصدیق ثبت کررہے ہیں' مگر ان کی تشریف آوری میں کیا کیا حکمتیں اور مصلحتیں ہیں؟ نہ ان کا احاطہ ممکن ہے' نہ ان کی تفصیل کا جاننا ضروری ہے' نہ ہم جاننے کے مکلف ہیں' اور اگر کوئی شخص کسی حکمت کو بیان کرے تو اس کے لئے اتنا کافی ہے کہ اس کے صحیح شواہد موجود ہوں اور بس۔ اگر آپ ہر حکم اور اس کی ہر حکمت کے لئے قرآنی آیات کا مطالبہ شروع کردیں گے تو آپ کو سخت دقت پیش آئے گی۔ غور فرمایئے کہ مرزا صاحب کے' بقول آپ کے' مسیح موعود ہونے کا تعلق انسانوں کی فلاح و بہبود اور انسانوں کی اصلاح سے ہے یا نہیں؟ کیا آپ قرآن کریم کی کوئی آیت دکھا سکتے ہیں کہ مرزا غلام احمد بن مرزا

غلام مرتضیٰ قادیانی کے مسیح موعود بنائے جانے میں فلاں فلاں حکمتیں ہیں۔ میرے محترم! کچھ تو انصاف فرمائیے کہ جب آپ ماننے پر آتے ہیں تو مرزا صاحب کے الہام پر ایمان لے آتے ہیں اور نہیں ماننا ہوتا تو قرآن کریم کی آیت قطعی الدلالت اور حدیث متواتر و اجماع امت سن کر بھی نہیں مانتے۔ بہرحال منوانا میرا کام نہیں' تاہم انصاف و دیانت کی اپیل ضرور کرتا ہوں۔

۲۔ آنجناب کے جوابات پر گفتگو کرنے کے بعد اب میں آپ کے پیش کردہ شبہات کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں' آنجناب کے شبہات کا مختصر اور جامع جواب یہ ہے کہ جو امر عقلاً" ممکن ہو اور مخبر صادق نے اس کی خبر دی ہو اس کا ماننا لازم ہے اور محض احتمالات کے ذریعہ اسے رد کرنا ناروا ہے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا ممکن ہے اور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی تشریف آوری کی قطعی خبر دی ہے' اس لئے اس خبر کا ماننا مومن کا فرض ہے' اور شبہات کے ذریعہ شارع کی خبر کو رد کردینا اس کی تکذیب و توہین ہے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کفر ہے۔ اس اجمال کے بعد اب تفصیل عرض کرتا ہوں:

پہلا شبہ : وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ سے آپ نے یہ اجتہاد کیا ہے کہ "رسول مطاع ہوتا ہے نہ کہ مطیع۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع نہیں ہوسکتے" حالانکہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اپنی امت کا مطاع ہوتا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایک رسول دوسرے رسول کا بھی پیرو نہیں ہوسکتا' دیکھئے! حضرت موسیٰ علیہ السلام' حضرت خضر علیہ السلام کے حکم کی پابندی کا عہد کرتے ہیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے (مشکوٰۃ ص ۳۰) ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ ایک رسول دوسرے رسول کا پیرو ہوسکتا ہے' اس میں کوئی خدشہ اور دغدغہ نہیں۔

دوسرا شبہ : "عیسیٰ علیہ السلام واخرین منھم میں شامل نہیں ہوسکتے' اس لئے وہ آ بھی نہیں سکتے اور زندہ بھی نہیں۔" جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ کے ایک فرد کی حیثیت سے تشریف لائیں گے تو وہ اس امت میں کیوں شامل نہیں ہوسکتے؟ اور کیوں نہیں آسکتے؟

تیسرا شبہ : الفاظ یزکیھم سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ "ان کا تزکیہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوگا" صحیح نہیں کیونکہ آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے قابل تزکیہ لوگوں کا تزکیہ فرماتے ہیں' یہ کہاں سے نکل آیا کہ کوئی مزکی شخص امت میں شامل ہی نہیں کیا جاسکتا' اور پھر تزکیہ کے مدارج بھی غیر متناہی ہیں' اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رفعت و بلندی اور تزکیہ و تصفیہ کی جو دولت اپنی شریعت پر عمل کرنے سے حاصل ہوئی تھی اس سے کہیں بڑھ کر شریعت محمدیہ کی پیروی سے حاصل ہوگی تو اس میں کیا علمی اشکال ہے؟ دیکھئے آنجناب نے خود ہی انجیل برناباس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہو اور مجھ کو اس قابل بنائے کہ میں تیری جوتی کا تسمہ کھولوں کیونکہ اگر میں یہ شرف حاصل کرلوں تو بڑا نبی اور اللہ کا مقدس بن جاؤں گا"

کیا کوئی آپ جیسا عقلمند اس کا یہ مطلب نکالے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی کا تسمہ کھولنے سے پہلے نہ تو وہ "بڑے نبی" تھے نہ "مقدس"؟ اور یہ میں آگے چل کر بتاؤں گا کہ ان کی یہ دعا درحقیقت امت محمدیہ میں شامل ہونے کی دعا ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے شرف قبول بخشا' اور اس "شرف" کے حاصل ہونے سے ان کی بڑائی اور تقدس میں واقعتا" اضافہ ہوا۔

چوتھا شبہ : "کوئی نبی بیک وقت نبی بھی اور امتی بھی نہیں ہوسکتا"

یہ مقدمہ بالکل غلط ہے' محققین کا مسلک تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں۔ تمام نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدی اور تابع ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام نبی قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ قرآن میں جو انبیاء کرام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت کرنے کا ذکر ہے اس میں بھی اسی طرف اشارہ ہے' خود مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لتومنن بہ ولتنصرنہ پس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہوئے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۳۳)

مرزا صاحب کے اس حوالے سے ثابت ہوا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی جگہ نبی بھی ہیں' اور آیت شریف: لتومنن بہ ولتنصرنہ کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بھی ہیں' اس سے ثابت ہوا کہ آنجناب کا یہ اصول قطعا" غلط ہے کہ کوئی نبی بیک وقت نبی اور امتی نہیں ہوسکتا۔

علاوہ ازیں آپ کا قاعدہ مرزا صاحب کے بھی خلاف ہے کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ "وہ امتی بھی ہیں اور نبی بھی" ●●

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

قادیانیت کا وجود

اور اس کا اصل محرک و سرپرست

علمی اور تاریخی حیثیت سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ قادیانیت فرنگی سیاست کے بطن سے وجود میں آئی ہے صورت یہ ہے کہ انیسویں صدی کے ربع اول میں ہندوستان کے مشہور و معروف مجاہد حضرت سید احمد شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ ' ۱۸۳۰ء) نے جہاد کی تحریک چلائی اس سے مسلمانوں میں جہاد اور قربانی کی آگ بھڑک اٹھی' ان کے سینوں میں اسلامی شجاعت اور حوصلہ مندی موجزن ہونے لگی اور وہ ہزاروں کی تعداد میں سر ہتھیلیوں پر لئے ہوئے اس تحریک کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے' جس کی سرگرمیاں برطانوی حکومت کے لئے پریشانی اور تشویش کا باعث تھیں۔

معتبر تاریخی روایات اور معاصر باخبر شخصیتوں کی شہادت ہے کہ سید احمد شہیدؒ کے ہاتھ پر بیعت و توبہ کرنے والوں کی تعداد ۳۰ لاکھ تھی اور ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد ۴۰ ہزار پہنچتی ہے' یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ہندوستان میں برطانوی اقتدار قائم ہونے کے خطرہ کا سب سے پہلے احساس (سلطان ٹیپو شہیدؒ ۱۲۱۳ھ ' ۱۷۹۹ء کے بعد) انہیں کو اور ان کی جماعت کو ہوا' ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ سے (جس کو غدر سے تعبیر کیا جاتا ہے) بہت پہلے ان کو اس خطرہ کا مقابلہ کرنے اور ملک کو اس سے بچانے کی ضرورت کا احساس ہوا۔ انہوں نے اس وقت کے مہاراجہ گوالیار دولت راؤ سندھیا اور ان کے وزیر ہندو راؤ کو جو خط لکھا اس میں صاف طور پر تحریر فرمایا:

"یہ بیگانگان' بعید الوطن' و تاجران متاع فروش" ہمارے ملک پر قابض ہوتے جارہے ہیں' آیئے ہم آپ مل کر ان کا مقابلہ کریں اور ملک کو اس خطرہ سے محفوظ کریں پھر بعد میں دیکھا جائے گا کہ کونسی ذمہ داری کس کے سپرد کی جائے' اور کس کو کیا اختیار دیا جائے (ملاحظہ ہو سیرۃ سید احمد شہیدؒ)

انگریزی اقتدار کا مقابلہ کرنے میں بھی بہت بڑا ہاتھ ان کی جماعت کے مجاہدین کا تھا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سر ولیم ہنٹر کی کتاب (Our Indian Musalmans)

واقفین جانتے ہیں کہ اس بیعت سے عقیدہ کی صحیح' توحید خالص' اتباع سنت عمل بالشریعت اور تزکیہ نفس کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ اور عزم بھی واضح اور طاقتور طریقہ پر پیدا ہوتا تھا۔

اس کی ایک مثال اور ثبوت یہ ہے کہ بہادر شاہ ظفر کے افواج کے کمانڈر جنرل بخت خان جن کے سپرد خاص طور پر انگریزی افواج سے جنگ اور مقابلہ کی ذمہ داری تھی' کہتے ہیں کہ میں جب سید صاحبؒ کے مشہور اور جلیل القدر خلیفہ مولانا کرامت علی جونپوری سے بیعت ہوا تو انہوں نے بیعت کے دوران مجھ سے یہ وعدہ بھی لیا کہ میں افواج سے جنگ بھی کروں گا۔

ہندوستان میں نوخیز انگریزی اقتدار کے اس جماعت کے مجاہدین سے خوف خطرہ کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ۲ مئی ۱۸۶۴ء کو انبالہ عدالت میں انگریز جج ایڈورڈس نے مولانا یحییٰ علی عظیم آبادی' مولانا احمد اللہ عظیم آبادی' مولوی محمد جعفر تھانیسری اور عبدالرحیم صادق پوری کو حکومت انگریزی کے خلاف سازش اور جدوجہد کی بناء پر پھانسی دیئے جانے کا حکم سنایا لیکن یہ حکم سن کر ان کے چہرے پر ایسی مسرت ظاہر ہوئی کہ مجمع دیکھ کر حیران رہ گیا' جب ایک انگریز افسر نے اس کی وجہ دریافت کی اور کہا کہ "میں نے آج تک ایسا منظر نہیں دیکھا کہ پھانسی کا حکم سنایا جائے اور پھانسی پانے والے ایسے خوش اور مطمئن ہوں۔" اس پر مولوی محمد جعفر صاحب نے جواب دیا کہ ہمیں اس کی خوشی کیوں نہ ہو' اللہ تعالیٰ نے ہمیں شہادت کی نعمت نصیب فرمائی' تم بے چاروں کو اس کا مزا کیا معلوم؟ دوسرے دونوں ملزموں نے بھی اسی مسرت کا اظہار کیا پھانسی گھر میں بھی ان چاروں ملزموں کے مسرت و بشاشت کا یہی حال تھا۔

انگریز ان قیدیوں کے سرور و نشاط کو دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتے' اور ان سے پوچھتے کہ تم موت کے دروازہ پر ہو' اور کچھ دن میں تم کو پھانسی ہونے والی ہے' لیکن تمہارے اوپر اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا" وہ جواب دیتے ہیں کہ اس شہادت کی وجہ سے جس کے برابر کوئی نعمت و سعادت نہیں' یہ حضرات کچھ عرصہ پھانسی گھر میں رہے اور انگریز حکام کے لئے یہ مسئلہ ایک معمہ بن گیا' بالآخر ایک دن انبالہ کا حاکم ضلع

(ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ) جیل میں آیا اور اس نے تینوں کو خطاب کر کے کہا:

"اے باغیو! چونکہ تم پھانسی کے خواہشمند ہو اور اس کو راہ خدا میں شہادت سمجھتے ہو اور ہم یہ نہیں چاہتے کہ تم اپنی دلی مراد کو پہنچو اور خوشی سے ہمکنار ہو' اس لئے ہم پھانسی کا حکم تبدیل کر کے تم کو جزائر انڈمان میں عمر قید (حبس دوام بعبور دریائے شور) کی سزا دیتے ہیں۔"

مولانا یحیٰی علی نے چار سال کے بعد جزائر انڈمان کے پورٹ بلیر میں وفات پائی' مولوی محمد جعفر تھانیسری ۱۸ سال قید بامشقت کے بعد رہا ہوئے' مولانا احمد اللہ صاحب رہا ہو کر ہندوستان آئے۔

ادھر کچھ عرصہ کے بعد سوڈان میں شیخ محمد احمد سوڈانی نے جہاد اور مہدویت کا نعرہ بلند کیا جس سے سوڈان میں برطانیہ کا اقتدار تزلزل میں آگیا' اس کو معلوم تھا کہ یہ چنگاری اگر بھڑک اٹھی تو قابو میں نہیں آئے گی اور پھر سید جمال الدین افغانی کی تحریک اتحاد اسلامی کو اس نے پھیلتے اور مسلمانوں میں مقبول ہوتے دیکھا' انگریزی حکومت نے ان سب خطرات کو محسوس کیا' اس نے مسلمانوں کے مزاج و طبیعت کا گہرا مطالعہ کیا تھا' اس کو معلوم تھا کہ ان کا مزاج دینی مزاج ہے' دین ہی انہیں گرماتا ہے اور دین ہی انہیں ٹھنڈا کر سکتا ہے' لہٰذا مسلمانوں پر قابو پانے کی واحد شکل یہ ہے کہ ان کے عقائد پر اور ان کے دینی میلان اور نفسیات پر قابو پایا جائے۔ مسلمانوں کے مزاج میں درخور حاصل کرنے کے لئے دین کے سوا کوئی ذریعہ نہیں۔

اس مقصد کے لئے برطانوی حکومت نے یہ طے کیا کہ مسلمانوں ہی میں سے کسی شخص کو ایک بہت اونچے دینی' منصب کے نام سے ابھارا جائے کہ مسلمان عقیدت کے ساتھ اس کے گرد جمع ہو جائیں اور وہ انہیں حکومت کی وفاداری اور خیر خواہی کا ایسا سبق پڑھائے کہ پھر انگریزوں کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہ رہے' یہ حربہ تھا جو برطانوی حکومت نے اختیار کیا کیوں کہ مسلمانوں کا مزاج بدلنے کے لئے کوئی حربہ اس سے زیادہ کارگر نہیں ہو سکتا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی' جو ذہنی انتشار کے مریض تھے اس شخص میں تین ایسی چیزیں بیک وقت جمع تھیں جنہیں دیکھ کر ایک مورخ یہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ ان میں اہم ترین اور حقیقی سبب کسے قرار دیا جائے' جس نے ان سے یہ ساری حرکات سرزد کروائیں۔

(۱) دینی رہنمائی کے منصب پر پہنچا جائے اور نبوت کے نام سے پورے عالم اسلامی پر چھایا جائے۔

(۲) وہ مالیخولیا جس کے بار بار تذکرہ سے ان کی ان سے متعلق اس کو ماننے والوں کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔

(۳) مبہم اور غیر واضح قسم کے سیاسی اغراض و مفادات اور سرکار انگریز کی خدمت گزاری اور نمک حلالی تھے اور بڑی شدت سے اپنے دل میں یہ خواہش رکھتے تھے کہ وہ ایک نئے دین کے بانی بنیں' ان کے کچھ متبعین اور موافقین ہوں اور تاریخ میں ان کا ویسا ہی نام اور مقام ہو جیسا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے' انگریز کو اس کام کے لئے موزوں شخص نظر آئے اور گویا انہیں ان کی شخصیت میں ایک ایجنٹ مل گیا جو ان کے اغراض کے لئے مسلمانوں میں کام کرے۔ چنانچہ انہوں نے بڑی تیزی سے کام لینا شروع کیا۔ پہلے منصب تجدید کا دعویٰ کیا پھر ترقی کر کے امام مہدی بن گئے کچھ دن اور گزرے تو مسیح موعود ہونے کی شہادت دی اور آخر کار نبوت کا تخت بچھایا' اور انگریز نے جو چاہا تھا وہ پورا ہو گیا۔

ان بزرگ نے اپنا پارٹ بڑی خوبی سے ادا کیا۔ اور انگریز نے بھی اس تحریک کی سرپرستی میں کوئی کمی نہیں کی' اس کی حفاظت بھی کی' اور ہر طرح کی سہولتیں اس کام میں بہم پہنچائیں مرزا صاحب نے بھی گورنمنٹ کے ان احسانات کو فراموش نہیں کیا' اور ہمیشہ وہ اس بات کے معترف رہے کہ ان کا نمو برطانیہ عظمیٰ کا مرہون منت ہے' چنانچہ اپنی ایک تحریر میں خود کو حکومت برطانیہ کا "خود کاشتہ پودا" قرار دیا ہے' وہ اپنی اس درخواست میں جو لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء میں پیش کی تھی لکھتے ہیں:

"یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار' جانثار خاندان ثابت کر چکی اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات (خطوط) میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سرکار انگریزی کی خیر خواہ اور خدمت گزار ہے' اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق و توجہ سے کام لے' اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائیے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔" (تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۹)

اور ایک جگہ اپنی وفاداریوں اور خدمت گزاریوں کو گناتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزارا ہے' اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں میں نے ایسی کتابوں کو تمام عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔" (تریاق

القلوب" از مرزا قادیانی)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً" ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں' تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال "جہاد" وغیرہ کو دور کردوں جو ان کی دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔" (ضمیمہ شہادت القرآن' از مرزا طبع ششم)

اور اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

"میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھتے جائیں گے' ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی جہاد کا انکار کرنا ہے۔" (ضمیمہ شہادت القرآن از مرزا طبع ششم)

ایک جگہ اور کہتے ہیں کہ:

"میں نے بیسیوں کتابیں عربی' فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے' چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک (ہندوستان) پر بھی پڑا ہے اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوجاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں' ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے' اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام ملک کے لئے بڑی برکت ہیں' اور گورنمنٹ کے لئے دلی جان نثار۔" (عریضہ ابتہال بخدمت عالیہ انگریزی من جانب مرزا غلام احمد)

مرزا غلام احمد صاحب کی اس جماعت نے انگریزی حکومت کے لئے بہترین جاسوس اور بڑے سچے دوست اور جاں نثار فراہم کئے' اس گروہ کے بعض چیدہ اشخاص نے ہند اور بیرون ہند میں انگریزی حکومت کی بیش قیمت خدمات انجام دیں اور اس سلسلہ میں جانی قربانی تک سے دریغ نہیں کیا' جیسے عبداللطیف صاحب قادیانی جو افغانستان میں مذہب قادیانی کی تبلیغ اور جہاد کی مخالفت کرتے تھے' ان کو حکومت افغانستان نے قتل کیا کیونکہ ان کی دعوت سے اس بات کا خطرہ تھا کہ افغان قوم کا وہ جذبہ جہاد اور حوصلہ جنگ فنا ہوجائے جس کے لئے وہ دنیا بھر میں مشہور ہے' ایسے ہی ملا عبدالحلیم قادیانی اور ملا نور علی قادیانی اسی انگریزی حکومت کے لئے افغانستان میں فنا کے گھاٹ اترے کیونکہ ان کے پاس سے حکومت افغانستان کو کچھ ایسے خطوط اور کاغذات دستیاب ہوئے جن سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ دونوں برطانوی حکومت کے ایجنٹ ہیں' اور حکومت افغانستان کے خلاف سازش میں مشغول ہیں جیسا کہ افغانستان کے وزیر داخلہ ۱۹۲۵ء کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے اور قادیانیوں کے سرکاری اخبار "الفضل" نے اپنی ۳ مارچ ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں اس بیان کو نقل کیا' اور اس قربانی پر بڑے فخریہ انداز میں تبصرہ کیا۔

علی ہذا یہ قادیانی جماعت اپنے دور آغاز سے اب تک برابر تمام قوم پرور و وطن دوست تحریکات سے کنارہ کش رہی' ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں نہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اس نے کوئی حصہ لیا' نہ ان کے بعد' اور صرف یہی نہیں بلکہ انگریزوں کی چودھراہٹ میں پوری قزاقوں کی ٹولی (مستغربین) کے ہاتھوں عالم اسلام پر جو مصائب ٹوٹ رہے تھے' وہ ان کے لئے موجب غم نہیں' باعث مسرت تھے' انہیں کبھی عام زندگی سے اسلامی مسائل سے یا ان اسلامی تحریکات سے جو اسلامی حمیت یا سیاسی شعور کا نتیجہ تھیں اور ان کے دلچسپیوں کا دائرہ صرف وفات مسیح' حیات مسیح' نزول مسیح اور نبوت مرزا غلام احمد پر مباحثوں اور مناظروں تک محدود رہا۔

مرزا صاحب کا خاندان انگریزی حکومت سے جو پنجاب میں نئی نئی قائم ہوئی تھی' شروع سے فرمانبردارانہ و مخلصانہ تعلق رکھتا تھا' اس خاندان کے متعدد افراد نے اس نئی حکومت کی ترقی' اور اس کے استحکام میں جانبازی اور جاں نثاری سے کام لیا تھا' اور بعض نازک موقعوں پر اس کی مدد کی تھی' مرزا صاحب کتاب البریہ کے شروع میں "اشتہار واجب الاظہار" میں لکھتے ہیں:

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے' میرا والد مرزا مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں وفادار خیر خواہ آدمی تھا' جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی' اور جن کا ذکر مسٹر گرافن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی' یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے' ان خدمات کی وجہ سے جو خطوط خوشنودی حکام ان کو ملی تھی' مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں' مگر تین خطوط جو مدت سے چھپ چکی ہیں' ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں' میرے دادا صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کے گزر میں مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا' تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔" (ملاحظہ ہو حاشیہ کتاب البریہ ص ۱۳۲)

(۱۳۴

وفات:

مرزا غلام احمد صاحب نے جب ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "سیرۃ المہدی" باب ثانی فصل دوم) پھر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تو علماء اسلام نے ان کی تردید اور مخالفت شروع کی' تردید اور مخالفت کرنے والوں میں مشہور عالم مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مدیر اہل حدیث پیش پیش اور نمایاں تھے' مرزا صاحب نے ۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں ایک اشتہار جاری کیا جس میں مولانا کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

"اگر میں ایسا ہی کذاب و مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام و ہلاک ہوجاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب و مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے' پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ خدا کے ہاتھوں سے ہے یعنی طاعون' ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔"

اس اشتہار کے ایک سال بعد ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا صاحب بمقام لاہور بعد عشاء اسہال میں مبتلا ہوئے۔ اسہال کے ساتھ استفراغ بھی تھا۔ رات ہی کو علاج کی تدبیر کی گئی لیکن ضعف بڑھتا گیا اور حالت دگرگوں ہوگئی بالآخر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء سہ شنبہ کو دن چڑھے آپ نے انتقال کیا' مرزا صاحب کے خسر میر ناصر نواب صاحب کا بیان ہے:

حضرت مرزا صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جاکر سو چکا تھا' جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا' جب میں حضرت عباس صاحب کے پاس پہنچا تو آپ نے مجھے خطاب کرکے فرمایا:

"میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے' اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی' یہاں تک کہ دوسرے دن ۱۰ بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔"

جبکہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے مرزا صاحب کی وفات کے پورے چالیس برس بعد ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء میں ۸۰ برس کی عمر میں وفات پائی۔

یوری بارنیس کا قبول اسلام

امریکہ کے مشہور باسکٹ بال کھلاڑی یوری بارنیس نے اسلام قبول کرلیا ہے' بارنیس پروفیشنل باسکٹ بال کھیلنے اسرائیل آیا ہوا تھا اس نے سیزن ختم ہونے کے بعد امریکہ واپس جانے سے پہلے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا' بارنیس نے اسلام قبول کرنے کی وجہ اپنے دوست اور ماہر نفسیات ڈاکٹر اسعد المصری کے وعظ کو قرار دیا' دونوں امریکہ میں ورجینیا یونیورسٹی میں ہم جماعت تھے' بارنیس کا اسلامی نام بلال رکھا گیا ہے واضح رہے کہ بارنیس کے قبول اسلام کی رسم جبل ابو غنیم کے سامنے فلسطینیوں کے ایک احتجاجی کیمپ میں ادا کی گئی۔ جبل ابو غنیم میں یہودیوں کے لئے مکانات تعمیر کرنے کے منصوبے پر فلسطینی احتجاج کررہے تھے۔

گلیانہ تحصیل کھاریاں

امیر: مولانا محمد یوسف الحسینی
ناظم: بشیر احمد
ناظم تبلیغ: سید خوشنود حسین شاہ
ناظم نشرواشاعت: محمد نواز
خازن: حافظ محمد یونس
مرکزی نمائندہ: مولانا محمد یوسف الحسینی

بھدر تحصیل کھاریاں

امیر: حافظ محمد عطاء اللہ
ناظم: محمد عنصر
ناظم تبلیغ: فرقان صدیق
ناظم نشرواشاعت: ماسٹر محمد شفیق
خازن: چوہدری محمد نواز
مرکزی نمائندہ: حافظ محمد عطاء اللہ

تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

امیر: قمرالزمان (چک سکندر)
ناظم: حفیظ احمد معاویہ (محلہ ستارپورہ)
ناظم تبلیغ: قمرزمان صدیقی (سہنہ)
ناظم نشرواشاعت: ہارون اصغر (کھاریاں شہر)
خازن: اللہ دتہ مغل (ڈھل گیڈ)
مرکزی نمائندہ قمرزمان (چک سکندر)

چھوکر خورد تحصیل گجرات

امیر: حافظ نور محمد
ناظم: قاری محمد طیب
ناظم تبلیغ: مظفر اقبال
ناظم نشرواشاعت: قدرداد
خازن: شبیر احمد
مرکزی نمائندہ: حافظ عنایت اللہ

مولانا سعید احمد جلالپوری

سابق قادیانی مبلغ احمد ہاریادی کا مرزا طاہر احمد کو مباہلہ کا چیلنج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

مرزائی امت کا مقدر سیاہ ہے کہ ہمیشہ اسے ذلت کا سامنا رہا ہے‘ انہیں غیروں سے زیادہ اپنوں نے ہی گھائل کیا‘ تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں کہ فہرست طویل ہے اور تکلیف دہ بھی۔ اسے سب سے پہلا دھچکا اسوقت لگا جب مرزا جی نے محمدی بیگم کے نکاح کو اپنی حقانیت کی دلیل قرار دیا‘ مگر کیا کہ مرزا جی کے الہامی سسر اور محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ کو کہ انہوں نے خانہ زاد نبوت کی سبز قدمی سے اپنے گھر کو ”معمور“ نہ ہونے دیا۔ دوسرا دھچکا اسوقت لگا جب آتھم ”نامعقول“ کے ساتھ مباہلہ ہوا اور اس بے ادب و گستاخ نے مرنے سے انکار کردیا۔ مرزائی امت نے پورا زور لگایا کہ آتھم مرجائے اور مرزائی نبوت کی بیل منڈھے چڑھ جائے مگر وہ ایسا سخت جان نکلا کہ پورا قادیان یااللہ آتھم مرجائے‘ یااللہ آتھم مرجائے‘ یااللہ آتھم مرجائے کی دعاؤں سے گونج اٹھا‘ قادیانی رائل فیملی کے مسلمہ ماہرین عملیات سے تعویذات لئے گئے‘ بکرے ذبح کئے گئے‘ کالے چنے پڑھ کر قادیان کے اندھے کنوئیں میں ڈلوائے گئے‘ لیکن اس ”کافر کے بچے“ نے قادیانی نبوت کی لٹیا ہی ڈبو دی۔ تیسرا سب سے بڑا دھچکا اسوقت لگا‘ جب مرزا بشیر الدین محمود کے ”کارناموں“ کے چرچے قادیان کی حویلی سے نکل کر گھر گھر ہونے لگے اور مرزائی امت دو حصوں میں بٹ گئی حتیٰ کہ عبدالرحمن مصری جیسا پکا قادیانی اپنے گھر میں خلافت کا ”بیج“ اگتے دیکھ کر چیخ اٹھا اور مرزا جی کی نبوت کو مجددیت میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کرلیا‘ جس کا نہایت ہی تابناک اور خوشگوار نتیجہ یہ نکلا کہ موصوف کی اولاد میں حافظ بشیر احمد مصری کو اللہ تعالیٰ نے قادیانیت پر دو حرف بھیج کر اسلام کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ اور ماشاء اللہ وہ ایمان کی دولت لیکر اس دنیا سے رخصت ہوئے اور جاتے جاتے مرزا طاہر احمد کو مباہلہ کا چیلنج بھی دے گئے۔ کچھ اسی طرح کا سانحہ جناب حسن محمود عودہ صاحب (جو عربی النسل نوجوان تھے مگر قادیانیت کے دام میں پھنس گئے تھے) کے قادیانیت چھوڑنے پر ہوا۔ جناب حسن محمود عودہ صاحب‘ اس وقت بھی لندن کے مضافات سلاؤ میں رد مرزائیت میں بہت اچھا کام کررہے ہیں۔ اب جبکہ مرزائیت مسلم دنیا میں گالی کا درجہ حاصل کرچکی ہے اور مشکل ہی سے کوئی مسلمان قادیانیت کے دام تزویر میں آتا ہے‘ سابق قادیانی مبلغ جناب احمد ہاریادی انڈونیشی بھی مسلمان ہوگئے اور انہوں نے گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مصداق مباہلہ کا ہتھیار خود مرزا طاہر پر آزمایا‘ اور وہ ایسا فٹ آیا کہ اب مرزا طاہر احمد صاحب کو نہ اگلتے بنتی ہے‘ نہ نگلتے۔ مرزا طاہر اس مباہلہ سے کس قدر حواس باختہ ہے اس کا اندازہ احمد ہاریادی اور مرزا طاہر کے ان خطوط سے لگایا جاسکتا ہے‘ جو شامل اشاعت ہیں۔

احمد ہاریادی صاحب سے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لندن میں ملاقات ہوئی موصوف انگلش اور عربی زبان لکھ اور پڑھ لیتے ہیں‘ جبکہ انڈونیشی ان کی مادری زبان ہے۔ نہایت سمجھدار‘ ہنس مکھ اور ستھرا ذوق رکھتے ہیں‘ میں نے ان سے ترک مرزائیت کے سلسلہ میں کچھ سوالات کئے تو انہوں نے عربی زبان میں نہایت نپے تلے الفاظ میں جواب دیئے اور خواہش ظاہر کی کہ پاکستان بھر میں میری یہ آواز پہنچائی جائے اور یہ بھی کہا کہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے توسط سے قادیانیت سے اپنی برات کا اعلان اور مرزا طاہر احمد کے نام مباہلہ کا چیلنج دنیا بھر میں پہنچانا چاہتا ہوں۔ وہ ایک ماہ تک دفتر میں مقیم رہے اور ہر آدمی سے کہتے مجھے مرزا طاہر احمد سے مناظرہ‘ مناقشہ اور رودررو مباہلہ کرنا ہے۔ میری مرزا طاہر احمد سے ملاقات کا انتظام کیا جائے۔ انہوں نے ۱۲ ویں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس لندن میں بھی اپنے عربی خطاب میں (جس کا ترجمہ جناب مولانا منظور احمد الحسینی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لندن نے کیا) یہی کہا کہ میں اس کانفرنس کے ذریعہ مرزا طاہر احمد کو مباہلہ کا چیلنج دیتا ہوں اور اسے ہر طرح کے مناظرہ اور مناقشہ کی دعوت دیتا ہوں۔ ذیل میں ہم موصوف کے خیالات و جذبات خود ان کی زبانی نقل کرتے ہیں۔

جناب احمد بارہاوی صاحب نے فرمایا "میں کدیری شرقی جاوا انڈونیشیا میں ۱۹۵۲ء میں پیدا ہوا۔ پیدائشی مسلمان تھا' کدیری میں ابتدائی تعلیم حاصل کی' اعلیٰ تعلیم کیلئے شرقی جاوا کے مرکزی شہر سرابایا کا سفر کیا' ۱۹۷۱ء میں وہاں بشیر کن نامی ایک قادیانی سے ملاقات ہوئی جو اصلاً" پاکستانی تھا' مگر اب انڈونیشیا کا رہائشی ہے' اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب پڑھنے کیلئے دیں۔ دینی معلومات نہ ہونے اور دین کی طرف میلان کے باعث اس کی باتوں کو ہی دین سمجھا اور کسی قدر متاثر ہونا شروع ہوا۔ رفتہ رفتہ قربت بڑھتی گئی تا آنکہ دسمبر ۱۹۷۳ء میں اس نے نہایت عیاری سے مجھ سے قادیانیت کی بیعت کا فارم پر کرایا اور میں نے بنڈونگ کے مربی میاں عبدالحی' جو پاکستان سے مبعوث تھے' کے ہاتھ پر بیعت کی اور باقاعدہ قادیانی سلسلہ میں داخل ہوگیا۔ میری تربیت شروع ہوگئی اور ایک ہفتہ بعد جکارتہ میں خدام الاحمدیہ کا معلوماتی مقابلہ ہوا جس میں ملک بھر کے قادیانی نوجوان شامل ہوئے اس میں مجھے بھی بطور خاص شریک کیا گیا۔ میں اس مقابلہ میں اول آیا' مجھے بہت سارے انعامات سے نواز کر میری حوصلہ افزائی کی گئی۔ میری معلومات اور قادیانیت سے دلچسپی کے باعث قادیانی مبلغین اور مربیوں نے ربوہ پاکستان میں قادیانی مبلغ کے کورس کیلئے بھیجنے کی ترغیب دی اور کوشش کی' مگر انہی دنوں ربوہ اسٹیشن پر نشتر کالج ملتان کے مسلمان طلبہ پر ختم نبوت زندہ باد کے نعرہ کی پاداش میں قادیانیوں کی جانب سے تشدد کا واقعہ رونما ہوا اور ۱۹۷۴ء کی تحریک شروع ہوگئی۔ یوں میں پاکستان مربی کورس کیلئے نہ جاسکا۔ بہرحال میں نے اپنے شوق سے قادیانیت کی اچھی خاصی معلومات حاصل کرلیں۔ اور میں مقامی علماء کے پاس جاجا کر بحث و مناظرے کرنے لگا' ظاہر ہے ان علماء کو قادیانی دجل و فریب سے چنداں واقفیت نہ تھی اور میں قادیانی لٹریچر ازبر کرچکا تھا اس لئے مجھ سے کوئی جیت نہ سکتا تھا' حتیٰ کہ انڈونیشیا کے بہت بڑے عالم اور مفسر جناب علامہ حاجی عبدالمالک کریم اللہ المعروف حمکا سے میں جا الجھا اور انہیں بھی اپنے خیال میں لاجواب کردیا۔

اگست ۱۹۷۵ء میں مجھے قادیان اور ربوہ کا سفر کئے بغیر اطلاع دی گئی کہ تمہیں صومالیہ کے جزیرہ سماٹرا کا مبلغ بنادیا گیا ہے۔ میں مبلغ بن کر صومالیہ چلا گیا۔ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۷ء تک میں وہاں کا مبلغ اور مربی رہا کچھ عرصہ بعد مجھے صومالیہ سے جکارتہ کا مبلغ بنادیا گیا' اسی اثناء میں مجھے مرزا بشیر الدین محمود کے ترجمہ قرآن کو عربی سے انڈونیشی زبان میں منتقل کرنے والی تحقیقی کمیٹی کا رکن نامزد کردیا گیا' میں جکارتہ میں ہی تھا کہ ۱۹۷۹ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر مجھے ربوہ پاکستان اور پھر قادیان بھیجا گیا' جہاں میں نے قادیان اور ربوہ میں بہشتی مقبرہ دیکھا اور میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر کے پاس کھڑے ہوکر اپنی عقیدت و محبت کے آنسو بہائے اور خوب رویا' اس کے بعد میں جکارتہ آگیا تین سال وہاں مبعوث رہنے کے بعد مجھے شرقی جاوا کے جزیرہ بالی میں مربی مقرر کیا گیا وہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے' چھ ماہ تک وہاں رکھا گیا یہ ۱۹۸۰ء کی بات ہے' اس کے بعد مجھے جزیرہ لمبنو کا مربی بنایا گیا۔ یہ جزیرہ بالی کی شرقی جانب ہے جس میں سو فیصد مسلمان آباد ہیں اس جزیرہ میں میرا تقریباً" ۷۰ علماء سے تین مسائل میں مناظرہ ہوا یعنی:

(۱) حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام

(۲) کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے؟

(۳) کیا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ مہدی و مسیح موعود میں سچا تھا یا نہیں؟

ان علماء کو میں نے مناظرہ کے بعد ایک خط کے ذریعہ دعوت مباہلہ دی میرا وہ خط میرے اس رسالہ کے صفحہ ۴۰ پر درج ہے جس میں' میں نے قادیانیت قبول کرنے اور چھوڑنے کی تفصیلات ذکر کی ہیں۔ (میرا یہ رسالہ انڈونیشی زبان میں مطبوعہ موجود ہے)

بہرحال وہاں کے مقامی علماء اس فتنہ سے کما حقہ واقفیت نہ رکھنے کی بناء پر مباہلے کیلئے تیار نہ ہوئے۔ ایک سال تک یہی سلسلہ جاری رہا اسی اثناء میں حاجی عرفان نامی ایک عالم سے ملاقات ہوئی ان سے مناظرہ ہوا اور پھر میں نے اس کو بھی دعوت مباہلہ دی اور کہا کہ مرزا غلام احمد کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ وہ اپنے دعویٰ میں سچا تھا یا جھوٹا؟ حاجی عرفان صاحب نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی سو فیصد جھوٹا' دجال' کذاب اور مرتد تھا میں نے ان سے کہا کیا آپ سو فیصد یہی اعتقاد رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں مجھے سو فیصد یقین ہے۔ اس پر میں نے کہا آپ اس پر حلف اٹھائیں' اور ٹھیک یہی مطالبہ حاجی صاحب نے مجھ سے کردیا۔ چونکہ مجھے سو فیصد یقین تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوؤں میں سچا ہے اس لئے میں نے حلف اٹھایا اور کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے تمام دعوؤں میں سچا تھا اگر میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھ پر تین مہینے کے اندر' اندر ایسا عذاب نازل کرے جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔ اس پر حاجی عرفان صاحب نے یہ قسم اٹھائی کہ اگر میں اپنے اعتقاد میں جھوٹا ہوں تو تین مہینے کے اندر اندر مجھ پر اللہ تعالیٰ کا ایسا عذاب نازل ہو جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔ اسی کے ساتھ میں نے حاجی عرفان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اگر تین مہینے کے اندر اندر تجھ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل نہ ہوا تو آپ میری گردن کاٹ سکتے ہیں' اس پر میرے اور ان کے حلف

کی تحریر تیار کی گئی اور دونوں کے دستخط لئے گئے اور اس مباہلہ کی تقریباً "چار ہزار فوٹو اسٹیٹ تیار کی گئی یہ چودہ جولائی ۱۹۸۳ء کا قصہ ہے۔

اس کے ایک دن بعد یعنی ۱۵ جولائی ۱۹۸۳ء کو میں نے مرزا طاہر احمد کو خط لکھا اور اس میں' میں نے حاجی عرفان سے اپنے مباہلہ کی روئیداد لکھی اور مباہلہ پر مبنی تحریر کا فوٹو بھی اپنے خط میں بھیج دیا۔ اس پر مرزا طاہر احمد نے جواب دیا کہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

RABWAH
4 Zahur 1362,
4 August 1983.

Dear Ahmad Hariadi Al Pancery,

Assalamo Alaikum.

Thank you for your detailed letter of the 15th July, 1983/Wafa 1362.

May Allah bless you with His eternal favour and grant you the best of this life and of the life to come.

May He further strengthen your faith in Islam and charge you with renewed vigour and determination to serve His cause.

May Allah guide you to the right path and guard you against all evil. Ameen.

Yours Sincerely,

(MIRZA TAHIR AHMAD)
Khalifatul Masih IV

Mr. Ahmad Hariade,
Indonesia.

8 AUG 1983

"اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت میں کامیابی عطا فرمائے' اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام پر مضبوطی عطا فرمائے' صراط مستقیم عطا فرمائے اور برائیوں سے بچائے۔"

اس سے میرا اعتقاد و عقیدہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گیا کہ خلیفہ صاحب نے میرے لئے دعا فرمائی ہے' میں ضرور کامیاب ہوں گا اور میرا دشمن تین ماہ کے اندر اندر ہلاک ہو گا۔ میں نے اس خط کے بعد اٹھتے' بیٹھتے' سوتے جاگتے اللہ تعالیٰ سے خوب دعا مانگی کہ یا اللہ حاجی عرفان عذاب میں مبتلا ہو جائے اور میں کامیاب ہو جاؤں' اس کے علاوہ میں نے اپنے معتقدین سے کہا کہ تم اس مباہلہ کی کامیابی کیلئے صدقہ کے بکرے ذبح کرو۔ چنانچہ اس قادیانی مرکز جس میں' میں رہتا تھا' ۱۲ بکرے ذبح کئے گئے اور رو' رو کر دعا مانگی گئی' میں رات کو تہجد میں خوب دعا کرتا اور یہ بھی کہتا اے مقلب القلوب! حاجی عرفان کا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف دل پھیر دے ورنہ اسے عذاب میں مبتلا کر دے تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے' چونکہ اس وقت مرزائی تعلیمات کا مجھ پر خوب خوب اثر تھا اس لئے اپنی ہدایت کے بجائے مخالف کی ہلاکت کی دعا مانگتا رہا' چونکہ میرے اور حاجی عرفان کے مباہلہ پر مشتمل چار ہزار فوٹو اسٹیٹ ملک بھر میں پھیل چکی تھیں اور اس حق و باطل کے معرکہ کی خبریں خوب گرم تھیں کہ تین ماہ تک حاجی عرفان ہلاک نہ ہوا تو وہ میری گردن کاٹ سکے گا۔ اس لئے تین ماہ گزرنے سے ایک ہفتہ قبل پولیس نے مجھے گرفتار کر لیا اور پولیس اسٹیشن لے جا کر مجھے میری وہ تحریر دکھائی جس میں' میں نے لکھا تھا کہ اگر میں جھوٹا ثابت ہو جاؤں تو میری گردن کاٹ دی جائے اور کہا کیا یہ تیری تحریر ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ اسی طرح حاجی عرفان سے کہا کہ اگر احمد ہاریادی غائب ہو گیا یا اسے قتل کیا گیا تو اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔

تین ماہ پورے ہو گئے تو میں نے ایک ایسے قادیانی سے جو حاجی عرفان کا پڑوسی تھا پوچھا کہ حاجی عرفان کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا وہ بالکل ٹھیک ہے میں نے ابھی ابھی اسے دیکھا ہے وہ اپنے گھر کے سامنے اپنے شاگردوں کے ساتھ باتیں کر رہا تھا' اس پر میرے دل میں خیال آیا کہ ایسے کیوں ہوا؟ میں غلطی پر ہوں یا مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی غلط تھی کیونکہ مرزا صاحب کا الہام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "میں اسکو ذلیل کروں گا جو تیری اہانت کرے گا" اس وعدہ الٰہی کے باوجود مرزا صاحب کے اس دشمن کو اللہ

تعالیٰ نے آخر کیوں ہلاک نہیں کیا؟ چنانچہ رفتہ رفتہ میرے دل میں قادیانیت کے خلاف شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے اور آہستہ آہستہ میرے دل سے قادیانیت نکلنے لگی‘ پہلے اس کی حقانیت پر سوفیصد یقین تھا تو اب اسی فیصد پھر پچاس فیصد تک رہ گیا۔ جب میرے مغلوب ہونے کی اطلاع قادیانی مرکز کو ہوئی تو مرکز کی جانب سے مجھے کہا گیا کہ تم جزیرہ لمبنو سے جزیرہ مالی کی طرف چلے جاؤ مگر میں نے قادیانی مرکز کی بات ماننے سے انکار کردیا اور میں نے جزیرہ لمبنو کو نہیں چھوڑا اور میں حاجی عرفان صاحب کے آنے کا انتظار کرتا رہا مگر وہ نہ آئے یہاں تک کہ مباہلہ کی تاریخ سے دو ہفتے اوپر ہوگئے تو حاجی عرفان اپنے سینکڑوں ساتھیوں کے ہمراہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میرا اور آپ کا مباہلہ ہوا تھا مدت مقررہ تین ماہ گزر گئے اور مجھ پر اللہ کا عذاب نازل نہیں ہوا۔ آپ نے کہا تھا اگر تین ماہ کے اندر اندر مجھ پر اللہ کا عذاب نازل نہ ہوا تو میں آپ کی گردن کاٹ دوں لہٰذا اپنی گردن لایئے تاکہ میں اسے کاٹ کر یہ اعلان کرسکوں کہ آپ جھوٹے ثابت ہوئے اور مرزا غلام احمد کذاب‘ دجال اور مرتد تھا۔ اس پر میں نے آگے سے جوابی تقریر شروع کردی‘ حاجی عرفان نے کہا میں تمہاری تقریر سننے نہیں آیا۔ حسب معاہدہ گردن لایئے تاکہ میں اسے کاٹ کر اعلان حق کرسکوں‘ بہرحال حسب معاہدہ میں نے اپنے آپ کو پیش کردیا قریب تھا کہ حاجی عرفان صاحب میری گردن کاٹ دیتے مگر انہوں نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے پرامید ہوں کہ تجھے ہدایت نصیب ہوجائے اس لئے میں تیری گردن نہیں کاٹتا اس کے ساتھیوں نے کہا اگر تم اس کی گردن نہیں کاٹتے تو ہم اس کام کو سرانجام دیتے ہیں۔ حاجی عرفان نے ان کو بھی منع کردیا اسی اثناء میں فریقین کے تحفظ کے لئے پولیس آگئی مجھے اور حاجی عرفان کو گرفتار کرکے لے گئی۔

اس سانحہ کے بعد میرے دل میں شکوک و شبہات نے کثرت سے جنم لینا شروع کردیا کہ ایک طرف تو مرزا غلام احمد کشتی نوح میں لکھتا ہے کہ ”میری روح ہر اس قادیانی کی مدد کو آئے گی جو مخلص ہوگا اور یہاں باوجود اخلاص کے میں بری طرح شکست کھاچکا ہوں مگر مرزا صاحب کی روح نے آکر ہی نہیں دیا۔ اس ذہنی کشمکش کے طوفان بلاخیز کے سامنے میں مجبور ہوگیا اور قادیانیت کی صداقت کی فلک بوس عمارت مجھے زمین بوس ہوتی نظر آئی‘ میں تین دن کے بعد مجبوراً ”جزیرہ لمبنو سے جزیرہ مالی چلا گیا‘ اب میں قادیانیت کو چھوڑنا چاہتا تھا مگر حالات اور معاملات سے اس قدر مجبور تھا کہ چاروں طرف سے مجھے مشکلات نظر آتی تھیں کہ کہاں سے کھاؤں گا؟ گھر کہاں سے لاؤں گا؟ بچوں کا کیا ہوگا وغیرہ وغیرہ گویا میں ہرطرف سے قادیانی حصار میں جکڑا ہوا تھا اسی اثناء میں مجھے جزیرہ مالی سے جاوا شرقیہ کے شہر مادیون کے مربی بن جانے کے احکامات موصول ہوئے اور میں بادل نخواستہ وہاں چلا گیا۔ اب مجھ میں وہ جذبہ نہیں تھا جو اس سے قبل تبلیغ قادیانیت کے سلسلہ میں اپنے اندر پاتا تھا جبراً ”و قہراً“ اور اپنی مجبوری کی وجہ سے میں بہرحال ان کے ساتھ چل دیا۔ مگر دل کی خلش اور قلق کے باعث میں اس جستجو میں تھا کہ کوئی ملازمت مل جائے تو میں اس منحوس جماعت کو چھوڑ کر ترک قادیانیت کا اعلان کرسکوں۔ اس سلسلہ میں‘ میں نے پانچ بار برونائی کا سفر کیا قادیانی مرکز کی جانب سے مجھے بار بار روکا گیا کہ خلیفہ کی اجازت کے بغیر آپ ملک سے باہر نہیں جاسکتے‘ میں نے ان کی ایک نہ سنی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے مجھے مالیشیا میں ملازمت مل گئی۔ اور میں ”مونسہ الارقم بالدعوۃ“ یعنی اسلامی فاؤنڈیشن میں صرف و نحو کا استاد مقرر ہوگیا اس وقت میں نے وہاں کے اخبار الوطن اور ہفتہ وار جریدہ اسلامیہ اور روزنامہ سنگاپور کے صحافیوں کے سامنے قادیانیت سے برات کا اعلان کردیا۔ یہ تین سے گیارہ اپریل ۱۹۸۶ء کا واقعہ ہے اس کے بعد قادیانیوں کی جانب سے ہر طرح کا رابطہ ختم ہوگیا‘ اور میں نے اپنے قادیانیت سے نکلنے کی وجوہات پر مشتمل ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے ”میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی“ اس میں‘ میں نے واضح کیا کہ دس سال تک قادیانی مبلغ ہونے کے باوجود میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی؟ میں نے اس کتاب کو تین ابواب پر تقسیم کیا:

۱۔ قادیانیت سے قبل کے حالات

۲۔ قادیانیت میں داخل ہونے کے بعد کے حالات

۳۔ قادیانیت سے نکلنے کے اسباب و وجوہات

یہ کتاب انڈونیشی زبان میں ۷۶ صفحات پر مشتمل مطبوعہ موجود ہے اس میں‘ میں نے مرزا طاہر احمد کو دعوت مباہلہ بھی دی ہے۔

دو سال تک میں مالیشیا میں رہا‘ اسی اثناء میں میری یہ کتاب شائع ہوئی۔ اس کے تمام تر مصارف رابطہ عالم اسلامی انڈونیشیا نے برداشت کئے‘ اسی بناء پر رابطہ عالم اسلامی کے سیکریٹری جنرل جناب ڈاکٹر عبداللہ عمرنصیف نے رابطہ عالم اسلامی انڈونیشیا کو لکھا کہ اس شخص کا ہر طرح کا تعاون کیا جائے اور اس کے تمام مصارف رابطہ عالم اسلامی کی جانب سے پورے کئے جائیں۔ میں واپس انڈونیشیا آگیا اور مجھے رابطہ کی جانب سے مبلغ نامزد کردیا گیا۔ تب میری اور مرزا طاہر احمد کی خط و کتابت شروع ہوگئی اور میں نے مرزا طاہر احمد کو دوبارہ مباہلہ کا چیلنج دے دیا:

احمد باریادی کا مرزا طاہر احمد کو مباہلہ کے چیلنج کا خط:

"جناب مرزا طاہر احمد صاحب خلیفہ رابع مسیح کذاب، حال ساکن لندن

(۱) اس بناء پر کہ میں نے اپنی کتاب "میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی" میں آپ کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔

(۲) آپ نے ۳ اور ۱۰ جولائی ۱۹۸۸ء کے خطبات جمعہ مسجد الفضل لندن میں اس کا تذکرہ کیا تھا کہ میں عالم اسلام کے علماء اور خصوصاً علماء پاکستان سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں بلکہ آپ نے علماء کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اور اسی مناسبت سے آپ نے مباہلہ کی ایک تحریر علماء اسلام خصوصاً علماء پاکستان کے نام بھیجی تھی۔ اسی طرح اس کی ایک کاپی آپ نے مجھے (احمد باریادی) کو بھی بھیجی تھی کہ میں اس پر دستخط کرکے آپ کے ساتھ مباہلہ کرنے والوں کی صف میں شامل ہو جاؤں۔

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب انجام آتھم ص ۶۵-۶۶ میں لکھتا ہے کہ مباہلہ پر طرفین کی جانب سے دستخط ہو جانے کے بعد ایک سال کے اندر اندر جھوٹے پر اللہ کی لعنت کا ظہور ہو جاتا ہے۔

(۴) مرزا غلام احمد قادیانی اکثر و بیشتر اپنے مخالفین کو مباہلہ کا چیلنج دیا کرتا تھا۔

ان چار نقاط کی بنیاد پر میں آپ کے پاس مباہلہ کی تحریر کی ایک مختصر کاپی بھیج رہا ہوں آپ اس پر فوراً دستخط کر دیں تاکہ اسے اخبارات و رسائل میں شائع کیا جائے تاکہ پوری دنیا پر حقیقت حال واضح ہو جائے۔ میں تمہیں اس تحریر پر فوراً دستخط کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے دستخط نہ کئے تو آپ قسم میں حانث ہو جائیں گے۔ آپ دستخط کرکے مردانگی دکھایئے ہیجڑوں کا کردار ادا نہ کیجئے۔

جب آپ مباہلہ کی تحریر پر دستخط کرلیں تو اس کا فوٹو فوراً مجھے بھیج دیں تاکہ اسے شائع کیا جاسکے۔ اگر آپ مباہلہ کے سلسلہ میں جکارتہ آنا چاہیں تو آپ کے آنے جانے کا ٹکٹ میرے ذمہ ہوگا۔ اگر اس مقصد کے لئے ہمیں اپنے مستقر لندن میں بلانا چاہیں تو ہم اپنے ٹکٹ پر وہاں حاضر ہونے کو بھی تیار ہیں۔

سنئے! میں آپ کے جواب کے انتظار میں رہوں گا۔ مجھے توقع ہے کہ آپ اپنی قسم سے منحرف نہیں ہوں گے۔

احمد باریادی سابق قادیانی مبلغ انڈونیشیا

۱۷ محرم ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۰ اگست ۱۹۸۸ء"

احمد باریادی کا مرزا طاہر کو مباہلہ کا چیلنج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"میں احمد باریادی دس سالہ سابق قادیانی مبلغ اس خط مباہلہ کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں اور قسم اٹھاتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ اپنے دعوئ نبوت و رسالت میں جھوٹا، مفتری اور کذاب و دجال تھا۔ اور وہ اپنے الہامات میں (جن کے بارے میں وحی کا دعویدار ہے) بھی جھوٹا اور مفتری تھا یہ سب اس کے اپنے ذاتی خیالات و اوہام تھے۔ اگر میں اپنے حلف مباہلہ میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔"

احمد باریادی، انڈونیشیا

۲۰ اگست ۱۹۸۸ء مطابق ۱۷ محرم ۱۴۰۹ھ

احمد باریادی نے دعوت مباہلہ اور اپنے خط کے ساتھ مرزا طاہر احمد کو ایک تحریر بھیجی کہ اگر آپ مجھ سے مباہلہ کے لئے تیار ہیں تو اس تحریر پر دستخط کردیں:

"میں طاہر احمد مسیح کا چوتھا خلیفہ اور عالمی جماعت احمدیہ کا سربراہ (احمد باریادی) کے اس خط کے جواب میں قسم کھاتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ، جس نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا تھا اپنے دعویٰ میں سچا تھا۔ اور اس نے جو کچھ بیان کیا وہ اللہ کی جانب سے سچی وحی تھی، وہ اس کے ذاتی خیالات و اوہام نہیں تھے، اس لئے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ بے شک احمد باریادی پر (جو کہ مرزا غلام احمد کو مانتا ہے) عنقریب اللہ تعالیٰ کی لعنت کی مار پڑے گی اور وہ اس مباہلہ نامہ پر دستخط کرنے کے بعد ایک سال کے اندر اندر ذلیل و رسوا ہو کر مر جائے گا۔ اور اگر اس پر ایک سال کے اندر اندر مصیبت (عذاب) نازل نہ ہوئی تو میں اور پوری دنیا کے تمام احمدی، قادیانی مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہونے کے لئے تیار ہیں۔ پھر ہم سب دین اسلام میں (جو کہ حق ہے) شامل ہو جائیں گے۔"

طاہر احمد خلیفہ مسیح رابع

اس کے جواب میں مرزا طاہر کی طرف سے ربوہ کے وکیل تبشیر منصور احمد نے انڈونیشیا کے قادیانی امیر کو خط لکھا:

دوسری طرف مرزا طاہر نے انڈونیشیا کی تمام قادیانی جماعتوں کو لکھا کہ ہر نماز کے بعد احمد باریادی کی ہلاکت کی دعا کریں اور ہر مرکز ایک ایک بکرا ذبح کرے چنانچہ اس مقصد کے لئے کئی سو بکرے ذبح کئے گئے۔

اس کے بعد میں نے انڈونیشیا کے قادیانی مراکز کو تقریباً ایک سو خطوط لکھے کہ مرزا طاہر احمد کو میں نے مباہلہ کا چیلنج دیا ہے مگر وہ میرے مقابلہ میں نہیں آتا۔ مرزائیوں نے مرزا طاہر احمد کو لکھا کہ اگر آپ سچے ہیں اور احمد باریادی جھوٹا ہے اور وہ مباہلہ کا چیلنج بھی آپ کو دے چکا ہے تو اس پر اللہ کا عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا اور وہ ہلاک کیوں نہیں ہوتا؟؟ اس پر مرزا طاہر احمد اور قادیانی مربی انہیں جواب دیتے رہے کہ

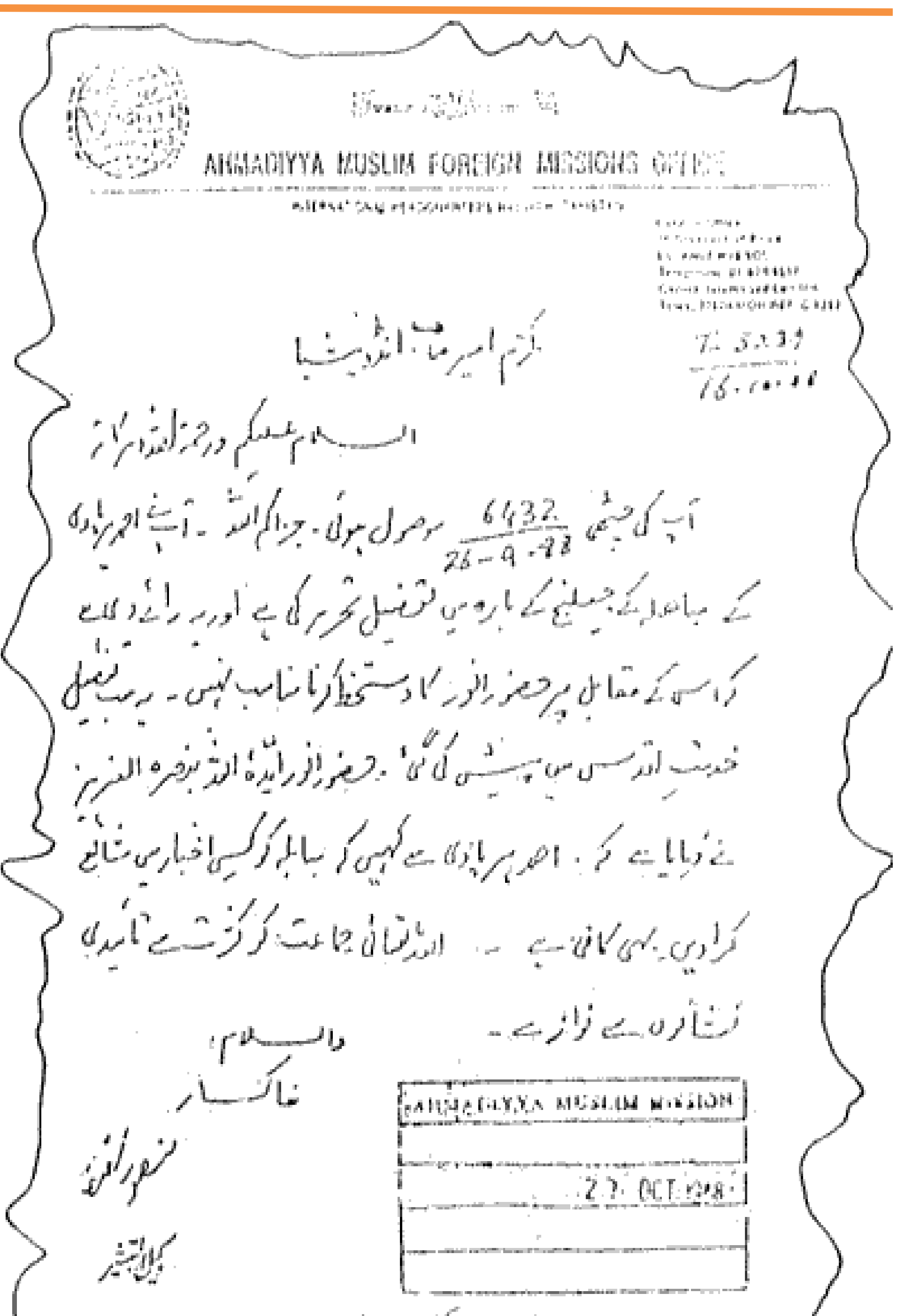

AHMADIYYA MUSLIM FOREIGN MISSIONS OFFICE

مکرم امیر صاحب انڈونیشیا

76.5339
16.10.88

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی چٹھی 6432 / 26-9-88 موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ۔ آپ نے احمد باریادی کے مباہلہ کے چیلنج کے بارہ میں تفصیل تحریر کی ہے اور یہ رائے دی ہے کہ اس کے مقابل پر حضور انور کا دستخط کرنا مناسب نہیں۔ یہ سب تفصیل خدمت اقدس میں پیش کی گئی۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ: احمد باریادی سے کہیں کہ مباہلہ کر کے کسی اخبار میں شائع کرا دیں یہی کافی ہے۔ انڈونیشائی جماعت کو گزشتہ تائیدی نشانات سے نوازا ہے۔

والسلام
خاکسار
منصور احمد
وکیل التبشیر

AHMADIYYA MUSLIM MISSION
22 OCT 1988

منصور احمد وکیل تبشیر کا خط

عنقریب احمد باریادی پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔
لیکن جب انڈونیشی قادیانیوں کی جانب سے میرے اور حاجی عرفان کے مباہلہ کے نتیجے میں میری شکست اور میرے قادیانیت سے تائب ہونے اور حاجی عرفان کی فتح کے سلسلہ میں مرزا طاہر پر دباؤ بڑھا تو مرزا طاہر نے نہایت غصہ میں انڈونیشیا کے قادیانیوں کے نام اردو زبان میں چندرہ صفحات پر مشتمل ایک خط بھیجا اور لکھا کہ لازم ہے کہ یہ احمدیوں کو پڑھ کر سنایا جائے کہ میں احمد باریادی کے مباہلے سے بری ہوں میرا اور احمد باریادی کا مباہلہ نہیں ہوا بلکہ یہ ان ملعون انڈونیشی احمدیوں کا فعل ہے یہ انہوں نے مباہلہ کیا تھا۔ لہٰذا میں اس سے بری ہوں۔

میری مباہلہ والی کتاب شائع ہوئی تو میں نے قادیانی مراکز میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ نسخے بھیجے تاکہ ان کو حقیقت معلوم ہوسکے۔ اس کتاب میں‘ میں نے واضح کیا کہ میرا حاجی عرفان سے مباہلہ ہوا‘ میں نے شکست کھائی‘ اس لئے کہ قادیانی مذہب جھوٹا ہے پھر میں نے مرزا طاہر کو مباہلہ کا چیلنج دیا مگر وہ آج تک میرے مقابلہ میں نہیں آیا۔

خلاصہ یہ کہ پوری مرزائی امت نے میرے خلاف بددعائیں کیں‘ کئی سو بکرے ذبح کئے گئے کہ کسی طرح ہمارے گلے کا کانٹا احمد باریادی مرجائے اور ہم مسلمانوں کو دھوکہ دے سکیں۔

لیکن آج تک میں الحمدللہ ٹھیک ہوں ہاں البتہ میرے اس مباہلہ کے بعد مرزا طاہر احمد کی بیوی اور قادیانی مرکز انڈونیشیا کے امیر محمود احمد چیمہ کی بیوی مرگئی۔

یہ میری صداقت اور مرزا طاہر کے جھوٹے ہونے کی واضح دلیل ہے‘ بہرحال میں اس کے بعد برمنگھم میں بارہویں عالمی ختم نبوت کانفرنس ۱۹۹۷ء میں بھی مرزا طاہر احمد کو رودررو مناقشہ‘ مناظرہ اور مباہلہ کا چیلنج دے چکا ہوں۔

اب میں اس تحریر کے ذریعہ پھر مرزا طاہر احمد کو چیلنج دیتا ہوں‘ اگر وہ یہاں انڈونیشیا آنا چاہیں تو اس کے سفر کے تمام مصارف ہمارے ذمہ ہوں گے‘ بڑے شوق سے آئے اور اگر وہ یہاں آنا پسند نہ کریں تو ہمیں جہاں فرمادیں اپنے اخراجات پر آنے کو تیار ہیں۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

میں ایک بار پھر مرزا طاہر کو مباہلہ کا چیلنج دیتا ہوں اور انہیں دعوت دیتا ہوں کہ چند روزہ عیش کی خاطر اپنی آخرت برباد نہ کریں‘ بلکہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہوکر اپنے آپ کو جہنم کی آگ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

حافظ مسعود احمد..... فقیر والی

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وامانت

آنحضرتؐ کی صداقت بچپن ہی سے مسلم تھی آپؐ ہمیشہ سچ بولتے تھے کافر بھی آپؐ کی سچائی کا اعتراف کرتے تھے۔ اور آپؐ کو صادق کہہ کر پکارتے تھے۔ جب آپؐ نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو اس کی بنیاد صداقت پر ہی رکھی ایک دن آپؐ نے صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر مکے والوں کو پکارنا شروع کیا۔ لوگ پہاڑی کے سامنے جمع ہوگئے آپؐ نے ان سے فرمایا: اگر تم سے میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے ایک بہت بڑا لشکر تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کرلوگے؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا آپؐ صادق اور امین ہیں ہم بلا شک وشبہ یقین کرلیں گے اس پر حضورؐ نے فرمایا صرف اللہ ہی عبادت کے لائق ہے اگرچہ انہوں نے آپؐ کی بات نہ مانی مگر آپؐ کو جھوٹا کہنے کی جرات نہ کرسکے۔

ابوجہل کو حضورؐ سے جو دشمنی تھی اسے کون نہیں جانتا لیکن وہ بھی آپؐ کی سچائی کو مانتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ اے محمدؐ ہم آپؐ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن آپؐ جس دین کو لائے ہیں اسے ہم تسلیم نہیں کرتے آپؐ کی بعثت کے بعد کفار مکہ آپؐ کے خلاف طرح طرح کی باتیں گھڑتے تھے مگر آپؐ کے سچا ہونے میں کسی کو کلام نہ تھا وہ آپؐ کو شاعر جادوگر وغیرہ ضرور کہتے تھے لیکن کسی نے آپؐ کے لئے کاذب کا لفظ کبھی استعمال نہیں کیا تھا۔ ابوسفیان اسلام قبول کرنے سے پہلے آپؐ کا سخت دشمن تھا قیصر روم نے جب ابوسفیان سے آپؐ کی صداقت کے بارے میں سوال کیا تو اس نے بھی تسلیم کیا کہ آپؐ راست گو ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: صداقت کو مضبوطی سے تھامے رکھو صداقت نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت میں پہنچاتی ہے' جھوٹ بدی کی طرف لے جاتا ہے اور بدی دوزخ میں پہنچاتی ہے' جب کوئی آدمی ہمیشہ سچ بولتا ہے تو خدا کے نزدیک اسکا شمار صادقین میں ہوتا ہے اور جب کوئی آدمی مسلسل جھوٹ بولتا ہے تو خدا کی نظر میں وہ کذاب بن جاتا ہے' سچائی تمام نیکیوں کا سرچشمہ اور جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے اگر ایک شخص جھوٹ بولنا چھوڑدے تو وہ دوسرے بہت سے گناہوں سے خود بخود بچ جاتا ہے۔ ایک دفعہ نبی کریمؐ اچھے لوگوں کی خوبیاں بیان فرمارہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا مومن میں دو برائیاں کبھی نہیں ہوسکتیں ایک خیانت کرنا دوسرے جھوٹ بولنا اور حدیث میں ہے کہ انسان کا ایمان اس وقت مکمل ہوتا ہے جب وہ جھوٹ بولنا چھوڑدے حتیٰ کہ ہنسی مذاق اور لڑائی جھگڑے میں بھی جھوٹ نہ بولے۔ حارث بن عامر ایک مشرک تھا وہ محض ذاتی کینے کی وجہ سے آنحضرتؐ کی مخالفت کرتا وہ لوگوں کے سامنے آپؐ کے خلاف باتیں بنایا کرتا لیکن جب گھر جاتا تو اپنے اہل وعیال سے یہ کہنے پر مجبور ہوجاتا کہ اللہ کی قسم! محمدؐ ہرگز جھوٹے لوگوں میں سے نہیں۔ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم امانت ودیانت میں بھی اپنی مثال آپ تھے دوست دشمن اپنے پرائے سب آپ کی امانت داری اور دیانت داری کے قائل تھے اور آپؐ کو امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

اعلان نبوت کے بعد مشرکین مکہ حضورؐ کی جان کے دشمن ہوگئے تھے وہ آپؐ کے خلاف الزام تراشی تو کرتے لیکن اسکے باوجود انہیں آپؐ سے بڑھ کر کوئی قابل اعتماد آدمی نظر نہیں آیا تھا وہ اپنی امانتیں آپؐ ہی کے پاس رکھتے تھے۔ حضورؐ کی زندگی ابتدا ہی سے امانت داری کا بہترین نمونہ تھی۔ جنگ خیبر کے دنوں کا واقعہ ہے کہ یہودیوں کا ایک غلام بھاگ کر آپؐ کے پاس چلا آیا اور اسلام قبول کرلیا۔ وہ اپنے مالک کی بکریاں چرایا کرتا تھا چنانچہ وہ ریوڑ بھی ساتھ لے آیا اور حضورؐ سے پوچھا کہ میں اس ریوڑ کا کیا کروں اگرچہ اس وقت یہود سے جنگ جاری تھی تاہم آپؐ کو یہ بات کسی طرح گوارہ نہ تھی کہ امانت میں خیانت ہو۔ چنانچہ آپؐ نے غلام سے فرمایا بکریوں کو ہانک دو یہ خود بخود اپنے مالک کے ہاں چلی جائیں گی۔ غلام نے آپؐ کے حکم کی تعمیل کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک امانت کو اس قدر اہمیت ہے کہ آپؐ نے اس کو ایمان کا ہم پلہ قرار دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔

○

تاریخی ڈائری

حافظ محمد سعید اسعد

خاتم الانبیاءؐ اور تبلیغ اسلام کے ابتدائی مراحل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تبلیغ دین کا حکم پایا تو سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دعوت اسلام قبول کی' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام زید رضی اللہ عنہ نے دین کی دولت پائی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حصے میں یہ سرفرازی آئی۔ یہ وہ لوگ تھے جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور زندگی کا کوئی گوشہ پوشیدہ نہ تھا وہی پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہوئے۔ بیوی' بھائی' غلام' دوست جب اسلام لا چکے' تو رفتہ رفتہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کوشش سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن عوف' حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ (فاتح ایران) اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے ان کے علاوہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ' خباب ابن الارت بن ارقم رضی اللہ عنہ' سعید بن زید رضی اللہ عنہ' عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ' ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ' صہیب رومی رضی اللہ عنہ' جلد ایمان لانے والوں میں سے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم امن پسند اور صلح جو تھے' وہ دشمن کے دل میں بھی غبار پیدا کرنا پسند نہ کرتے تھے' چنانچہ احتمال شر کے پیش نظر توحید و رسالت کی تبلیغ چپکے چپکے ہی فرماتے رہے' حتیٰ کہ خدا کی عبادت بھی کسی گھاٹی میں جاکر کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی درے میں نماز ادا کر رہے تھے کہ اچانک ابوطالب وہاں آنکلے اور تعجب سے انہیں دیکھتے رہے۔ نماز کے بعد پوچھا کہ یہ کونسا دین ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین ابراہیم علیہ السلام یہ جواب سن کر وہ خاموش ہو دیئے۔ اس عرصے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقے میں مومنین کی ایک مختصر سی جماعت آگئی جو کل چالیس لوگوں پر مشتمل تھی۔ چوتھے سال خدا کا حکم آیا فاصدع بما تومر یعنی تجھے جو حکم دیا گیا واشگاف کہہ دے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حکم پاتے ہی کوہ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر پکارے اے اہل قریش دوڑو!

حسب دستور لوگ اس آواز کو خطرے کا نشان سمجھے اور تیزی سے بھاگے چلے آئے۔ جب کے کے سب لوگ جمع ہوگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا اور آخرت کا حقیقی خطرہ بطور استعارہ یوں فرمایا:

"اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب میں ایک لشکر جرار تمہاری گھات میں ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کرلو گے؟"

تو سب لوگوں نے با آواز بلند کہا "کیوں نہیں؟ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ سچ بولتے سنا ہے"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو میں کہتا ہوں کہ خدا کے وعدہ پر اگر ایمان نہ لاؤ گے تو پھر تم پر سخت عذاب نازل ہوگا۔

لوگوں نے پہلے حیرانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا' پھر اسے ایک بے حقیقت پیغام سمجھ کر مذاق اڑاتے' گالیاں دیتے چلے گئے۔ جلد ہی اس واقعے کا چرچا گھر گھر ہوگیا۔ عرب کے لوگ نبی کی شان میں گستاخیاں کرنے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جدھر جاتے انگلیاں اٹھتیں' حقارت کی نظریں پڑتیں۔ ایک دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتا' دوسرا آوازے کستا' مکہ کی گلیوں میں ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء عام ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ساری باتیں برداشت کرتے اور اپنے کام میں لگے رہتے۔ پھر ذات باری کی طرف سے حکم آیا:

"اپنے نزدیک والوں کو خدا تعالیٰ سے ڈرا"

یہ حکم پاتے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عزیزوں کی دعوت کا سامان کیا۔ حضرت علی جن کی عمر ابھی تیرہ برس تھی۔ میر مطبخ نبوی تھے عبدالمطلب کا سارا خاندان مدعو تھا' فراغت طعام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں وہ چیز لیکر آیا ہوں جو دین و دنیا دونوں کی کفیل ہے' یہ بار گراں اٹھانے میں کون میرا ساتھ دے گا؟ دعوت حق سن کر حاضرین میں سناٹا چھا گیا۔ البتہ آغوش محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا! ہرچند مجھے آشوب چشم ہے اور گو میری ٹانگیں پتلی اور عمر کم ہے' لیکن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دوں گا' لوگ تیرہ

سالہ بچے کے چھوٹے منہ سے بڑی بات سن کر ہنسنے لگے' تاریخ عدم سے پکاری' کیوں ہنستے ہو؟ علی رضی اللہ عنہ جو کہتا ہے سچ کر دکھائے گا۔" پھر واقعات نے ثابت کر دیا کہ اس بچے کا کہا پورا ہوا۔ دعوت دین کے عام ہوتے ہی مخالفت بھی عام ہو گئی اس بنو امیہ اور بنو ہاشم کے مابین خاندانی چشمک تھی' پیغمبری کی دعوت نے رقابت کی آگ پر تیل کا کام کیا۔ اموی ڈرے کہیں ہاشمیوں کا یہ چراغ ہمارا دیا گل نہ کر دے' ادھر توحید کی تبلیغ اور بتوں کی مذمت نے بھڑکتی آگ کو اور بھڑکایا۔ وہ قریش کی بڑائی اور بتوں کی برائی کی تاب نہ لا سکے کیونکہ ساری عظمت بتوں کی مرجع خلائق ہونے پر موقوف تھی۔ اس کے علاوہ اسلام نے غریبوں اور غلاموں کے سروں کو خاک سے اٹھا کر فلک پر پہنچا دیا تھا۔ یہ غریب اور غلام ہی زیادہ تر قریش کے غیظ و غضب کا شکار ہوئے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ یمن کے باشندے تھے' ان کے والد کا نام یاسر رضی اللہ عنہ اور والدہ کا نام سمیہ رضی اللہ عنہا تھا۔ ایمان لانے والوں میں ان کا چوتھا نمبر تھا۔ اہل قریش انہیں گرم ریت پر لٹا دیتے اور مارتے مارتے بے ہوش کر دیتے' ان کی والدہ کو جو ابو حذیفہ مخزومی کی کنیز تھیں۔ اسلام لانے کی پاداش میں ابو جہل ملعون نے برچھا مار کر ہلاک کر دیا۔ اسی طرح عمار رضی اللہ عنہ کے والد بھی دشمنوں کے ہاتھوں مصیبتیں اٹھاتے شہید ہوئے۔

ذرا غور سے سنیں! یہ احد احد کی آواز کہاں سے آ رہی ہے؟ یہ درد و کرب سے کون کراہ رہا ہے؟ یہ امیہ بن خلف کا حبشی غلام بلال رضی اللہ عنہ ہے خدا کی توحید کا اس نے برملا اظہار کیا ہے' اسی بات پر امیہ نے اسے تپتی ریت پر لٹا کر اوپر ایک بہت بڑا سنگ گراں رکھا ہوا ہے تاکہ حبشی غلام جنبش نہ کر پائے' شقی مالک بضد ہے کہ اسلام سے انکار کر دو' ورنہ جان سے جاؤ گے' مگر توحید کا نقشہ ان ترشیوں سے اترنے والا نہ تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ گرم ریت پر تڑپ رہے تھے مگر اللہ احد پکارتے تھے' جب امیہ کی مرادیں بھی نہ بر آئی۔ تو ان کے گلے میں رسی ڈال کر بدمعاش لڑکوں کے حوالے کر دیا' لیکن لوگ کیا جانیں کہ تشدد سے محبوب حقیقی کی آتش عشق اور تیز ہوتی ہے۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھرانے کی کنیز تھیں' ابو جہل نے قبول اسلام کے جرم میں انہیں اس قدر مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسلام لانے سے پہلے انہیں بے حد ستایا کرتے تھے۔ ابو فکیہہ رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو ان کا آقا صفوان بن امیہ انہیں تپتی ریت پر لٹا کر سینے پر وزنی پتھر رکھ دیتا اور اس پر چڑھ کر زور زور سے اچھلتا حتیٰ کہ آپ کی زبان باہر نکل آتی ایک دن ایک گبریلا جا رہا تھا۔ امیہ نے ابو فکیہہ رضی اللہ عنہ سے طنزاً" پوچھا' تیرا خدا یہی نہیں؟ انہوں نے بلا تامل کہا! میرا اور تیرا خدا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ سن کر اس نے اس زور سے ان کا گلا گھونٹا کہ لوگ ان کی موت کا شبہ کر کے بے اختیار دوڑ پڑے' حضرت لبیبہ رضی اللہ عنہا ایک ادنیٰ کنیز تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے قبل انہیں مارتے مارتے تھک جاتے' مگر غیظ میں یہی کہتے کہ میں تجھے رحم کی بنا پر نہیں بلکہ اس لئے چھوڑتا ہوں کہ میں بے حد تھک گیا ہوں۔ ●●

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۳۵۸۰۳۱

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز

گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۲۵۵۲۳۰ —

آخری قسط

مرزا غلام احمد قادیانی کے ۶۰ شاہکار جھوٹ

مولانا عبداللطیف مسعود...... ڈسکہ

جھوٹ نمبر۵۷۔ مندرجہ بالا فتنہ نصاریٰ اور فتنہ بدعات اہل اسلام کیلئے سخت مضر اور گمراہی کے باعث تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے اختلاف کو دور کرنے کے لئے حاکم و قاضی بناکر بھیجا لہٰذا میں ہی وہ امام اور پیشوا ہوں جو کہ مومنین کے لئے محمد مصطفیٰ ﷺ کے قدم پر اور عیسائیوں کے لئے عیسیٰ کے قدم پر آیا۔ (سراج الخلافہ ص ۵۴ خزائن ص ۳۸۳ ج ۸)

فائدہ: یہ دونوں دعوے محض ہذیان مراق پذیر ہوئے بلکہ وہ مزید گمراہی میں بڑھتے چلے گئے اور نہ ہی مسلم معاشرے باہمی افتراق و اختلاف سے سبکدوش ہوئے بلکہ فسق و فجور اور افتراق مزید ترقی پذیر ہے بلکہ خود امتہ مرزائیہ اپنے سرپرست انگریز کے اصول "لڑاؤ اور کام نکالو" پر واضح طور پر عمل پیرا ہے لہٰذا مرزا صاحب کے سب دعوے محض چنڈو خانے کی گپ ثابت ہوئے چنانچہ انہوں نے خود اپنی اس ناکامی کا اعتراف بھی کرلیا تھا (خزائن ص ۴۹۳ ج ۲۲ تتمہ حقیقت الوحی ص ۵۹) اس کے برعکس جب حقیقی مسیح تشریف لائیں گے تو بارشاد صادق و امین ﷺ تمام فتنے اور تمام اختلافات اور محاذ آرائیاں ختم ہوکر چاردانگ عالم میں ایمان و تقویٰ و اخوت و محبت ہی کی فضاء قائم ہوجائے گی صرف دین اسلام اور پیغام مصطفیٰ ﷺ ہی آفاق عالم پر سایہ فگن ہوگا۔ نہ کوئی یہودی رہے گا نہ کوئی ہندو اور نہ عیسائی اور نہ ہی کوئی بہائی اور قادیانی نظر آئے گا۔ صرف اور صرف ملت اسلامیہ کا ہی بول بالا ہوگا۔

جھوٹ نمبر۵۸۔ جناب کذاب اعظم تحریر فرماتے ہیں کہ:

"جب عیسائیوں کی گمراہی حد سے بڑھ گئی اور وہ توہین رسالت میں بیباک ہوگئے تو خدا کا غضب اور غیرت جوش میں آگئے تو اس نے مجھے فرمایا کہ انی جاعلک عیسیٰ بن مریم وکان اللہ علی کل شئی مقتدرا یعنی میں تجھے عیسیٰ ابن مریم بناتا ہوں۔ (آئینہ کمالات ص ۴۲۶ خزائن ایضاً ج ۵ طبع ربوہ)

فائدہ: یہ الہام یا اس کا مفہوم دیگر کتب قادیانی میں بھی مذکور ہیں مگر یہ اسباب و مسبب کا رابطہ مشاہدہ کے سراسر خلاف ہے حتیٰ کہ بیت التوحید (خانہ کعبہ) میں تین سو ساٹھ جعلی خداؤں کی پوجا ہورہی تھی ہندوستان میں ۳۲ کروڑ یعنی انسانی نفری سے بھی زیادہ مصنوعی خداؤں کا لاؤ لشکر پوجا جارہا تھا مگر اس وقت اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء ﷺ کو یہ نہیں فرمایا کہ انی جاعلک ابراہیم خلیلا' انی جاعلک موسیٰ کیونکہ یہ مقدسین پہلے توحید الٰہی کے علمبردار اور پرچار کرتے تھے مگر کبھی بھی سابقہ نبی کے نام پر موجودہ نبی کا نام نہیں رکھا گیا بلکہ ہر نبی کا نام الگ تھا۔ تو پھر خدا نے مرزا صاحب کے متعلق کیوں اپنا ضابطہ بدل دیا جبکہ آنجناب خود کئی مقامات پر ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کا وعظ بھی سناتے رہتے ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ قدم ودم کا چکر محض قادیان کے چنڈو خانے کی گپ ہے مراق و ہسٹریا کا کرشمہ ہے اس کے نمائندہ جناب مکھن لال اور ٹیچی وغیرہ کرشن قادیانی صاحب سے محض دل لگی کررہے ہیں۔ حقیقت کچھ بھی نہیں۔

جھوٹ نمبر۵۹۔ جناب قادیانی رقم طراز ہیں کہ:

اسم عیسیٰ بعض آثار میں مختلف معانی میں وارد ہوا ہے اور اکابر علماء کے نزدیک اس میں وسعت ہے اور تجھے بخاری کی حدیث ہی کافی ہے جس کی تشریح و تصریح امام زمخشری نے فرمائی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ کل نبی آدم یمسہ الشیطان یوم ولدتہ امہ الا مریم وابنھا عیسیٰ یعنی ہر بچہ کو بوقت پیدائش شیطان چوکا دیتا ہے مگر مریم اور ان کے بیٹے مسیح اس سے محفوظ رہے حالانکہ یہ نص قرآن کے خلاف ہے ان عبادی لیس لک علیھم سلطان امام زمخشری لکھتے ہیں کہ عیسیٰ اور ان کی ماں سے مراد ہر پاکباز انسان ہے (سراج الخلافہ ص ۵۰ خزائن ص ۷۷ ج ۸ طبع ربوہ)

تبصرہ: اس حوالہ میں مرزا قادیانی نے نہایت بیباکی سے دجل و فریب سے کام لیا ہے کیونکہ نہ تو کسی اثر میں اسم عیسیٰ کے معنی متعدد وارد ہوئے ہیں اور نہ ہی کسی عالم نے اسے کثیر المعنی قرار دیا ہے چنانچہ مرزا صاحب کی تمام تر مغزماری کے بعد صرف ایک ہی علامہ زمخشری ملے۔ مگر ظالم نے ان کو بھی زبردستی اپنی تائید میں ذکر کردیا ہے۔ اس وقت علامہ زمخشری کی تفسیر کشاف الفعل میرے سامنے موجود ہے اس میں مرزا صاحب کا یہ ڈھکوسلہ ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہ آنجہانی کی روایتی دجالیت اور افتراء ہے۔ جبکہ امام زمخشری یہ فرمارہے ہیں کہ حدیث مامن مولا یولد الا الشیطان یمسہ اس کی صحت خدا کو ہی معلوم ہے (کیونکہ یہ نص قرآن سے متعارض ہے ناقل) بصورت صحت روایت کا معنی یہ ہوگا کہ ہر بچے کے متعلق شیطان اس کے اغواء واضلال کی طمع و توقع کرتا ہے مگر مریم و مسیح کے متعلق اس نے

توقع نہیں رکھی۔ کیونکہ یہ دونوں معصوم تھے۔ اور اس طـــرح طرح جو ان کے مقام (مسبت) پر ہوگا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے لاغوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین یعنی ہر پاکباز اور مقبول بارگاہ الٰہی۔ (نبی و رسول) شیطانی اغواء سے محفوظ رہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے تفسیر کشاف تحت آیت وانی اعیذھابک وذریتھا من الشیطٰن الرجیم یہ عبارت اور اس کا مفہوم ہے جو علامہ زمخشری نے ذکر کیا ہے باقی رہا مرزا صاحب کی نقل کردہ عبارت کہ فقال الزمخشری ان المراد من عیسٰی وامہ کل دجل تقی کان علی صفتھما وکان من التقین المتورعین (خزائن ص ۲۷۷ ج ۸) محض من گھڑت اور افتراء ہے۔ وہاں اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں پھر وہ مفہوم بھی نہیں جو یہ کذاب پیش کرتا ہے اب دیکھئے مرزا صاحب کا فرمان کہ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں' جھوٹ ام الخبائث ہے تو کیا ارتکاب ارتداد سے انسان محدث اور مجدد بن جاتا ہے؟ ام الخبائث کا عادی بن کر مہدی اور مسیح زمان بن جایا کرتا ہے۔ ان ھذا الا الضلال المبین۔ اللھم احفظنا من شر الوسواس الخناس

جھوٹ نمبر۶۰۔ جناب مثیل دجال لکھتے ہیں کہ:

مسیح موعود (مرزا صاحب) کی آمد پر عیسائی مذہب کی انتہا ہوگئی۔ تب وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ خود بخود وہ خیالات (عیسائی عقائد تثلیث و کفارہ وغیرہ) دور ہوتے چلے جائیں گے اور اس کے ظہور کے وقت تثلیثی مذہب کے زوال کا وقت پہنچ جائے گا۔ اور اس کا آنا اس مذہب کے گم ہونے کا نشان ہوگا۔ (دیکھئے مرزا صاحب کی کتاب (ایام الصلح ص ۵۲۔۵۳ خزائن ص ۲۸۵ ج ۱۴)) طبع ربوہ

فائدہ : مشاہدہ کے مطابق تو ان خیالات مذکورہ میں روز بروز ترقی ہی ہو رہی ہے۔ کسی کسی وقت بھی نظر نہیں آتی حتی کہ مرزا صاحب کی حیات میں صلیب و تثلیث کا پھریرا تمام اسلامی ممالک پر چھا گیا اور پھر اس کی رخصتی کے بعد وہ سمٹتا جا رہا ہے۔ لہٰذا آنجناب بالکل صفر رہے۔ سچ ہے مسیحا تیری کوئی بات پوری نہ ہوئی۔ نامرادی میں ہوا تیرا آخری نمبر آنجناب کہتے ہیں کہ:

"اس جگہ یاد رہے کہ میں نے براہین احمدیہ میں غلطی سے توفی کا معنی ایک جگہ پورا دینے کے کئے ہیں جس کو بعض مولوی صاحبان بطور اعتراض پیش کرتے ہیں مگر یہ جائز اعتراض نہیں ہے۔ مانتا ہوں کہ وہ میری غلطی ہے۔ الہامی غلطی نہیں"۔ (ایام الصلح ص ۴۱ خزائن ص ۲۷۱ ج ۱۴)

فائدہ : جناب من آپ نے براہین میں توفی کے معنی بھی عام تصرف کے کئے ہیں بلکہ اور بھی ایک آدھ مقام پر وہی معنی لکھا ہے نیز آپ کے خلیفہ نورالدین نے تصدیق براہین میں بھی یہی معنی لکھا ہے علاوہ ازیں آپ نے وہاں حیات مسیح کا بھی اہل اسلام کے مطابق اعتراف و اقرار کیا ہے اس کے بعد آپ نے لکھا ہے کہ مجھے پھر ظاہر کیا گیا ہے جو کہ اس عقیدہ اور اس کے دلائل کا واضح تصدیق و تائید ہے۔ نیز آپ نے یہ بھی لکھا کہ مجھے غلطی پر ایک لحہ بھر بھی برقرار نہیں رکھا جاتا خزائن ص ۲۷۲ ج ۸ پھر بارہ سال غلطی میں لگے رہے؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ اصل اور صحیح عقیدہ وہی تھا جو براہین احمدیہ میں درج کیا تھا اس کے بعد سب دجل فریب ہی کرتے رہے تو یہاں دجل جھوٹ ہوگیا۔

○ میں نے غلطی سے لکھا

○ یہ غلطی الہام نہیں۔

حالانکہ یہ دونوں باتیں صحیح نہیں۔

نوٹ : ناظرین کرام یہ مرزا صاحب قادیانی کے صرف ساٹھ جھوٹ ہیں جن کو آپ مع تبصرہ کے ملاحظہ فرما کر قادیانیت کی تمام حقیقت بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس کا خمیر ہی دجل و فریب کذب و افتراء اور جہالت و حماقت پر اٹھا ہے۔ اس کو دین اسلام خدا اور رسول یا قرآن سے رتی بھر واسطہ اور ربط نہیں ہے۔ حلقہ مرزائیت میں قرآن وحدیث کا نام محض آڑ و بہانہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تاکہ عوام الناس ان کو ایک مذہبی گروہ خیال کرنے لگیں۔ حالانکہ قادیانیت عالمی صیہونیت کا ٹاؤٹ گروہ ہے جسے مذہب و ملت کے ساتھ ہرگز کوئی ہمدردی نہیں۔ ... تمام افراد ملت اس فتنے سے خود بھی ہوشیار رہیں اور دیگر افراد ملت کو بھی محفوظ رکھنے کی سرتوڑ کوشش کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر حق جو اور ہر حق گو کا حامی و ناصر ہو (آمین ثم آمین) ●●

ضروری اطلاع

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد ربوہ کا سابقہ ٹیلی فون نمبر 966 کوڈ نمبر (04524) تبدیل ہوچکا ہے اور موجودہ نمبر 212611 کوڈ نمبر (04524) ہے۔ کارکنان' قارئین کرام اور احباب "ختم نبوت" نوٹ فرمالیں۔ شکریہ (ادارہ)

مولانا محمد حسین

مرزائیوں کے تین گمراہ کُن مغالطے

○ مرزائی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ختم نبوت کا تصور امت کے ذہن سے ختم کرنا مشکل ہے۔ اس لئے جہاں انہوں نے ختم نبوت کی حقیقت پر پردہ ڈالنے کی دوسری مذموم کوششیں کی ہیں وہاں ایک حربہ یہ بھی اختیار کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء اور ختم المرسلین لکھتے اور کہتے ہیں قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر احمد کا ایک خطبہ ہے المعروف بہ:

صفات باری کے مظہر اتم انسانیت کے محسن اعظم کی عظیم روحانی تجلیات نظارت اصلاح و ارشاد' ربوہ کی طرف سے ۱۹۷۰ء میں پہلی دفعہ طبع ہوا ہے۔ اس میں پہلے ہی صفحہ پر لکھا ہوا ہے خاتم الانبیاء زندہ باد' ختم المرسلین زندہ باد' انسانیت زندہ باد' اور اس کے اندر جابجا نعرے لکھے ہوئے ہیں صفحہ ۱۲ اور صفحہ ۲۱ پر تو ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ بھی لکھا ہوا ہے۔ لیکن صفحہ ۷ پر آخری سطر میں لکھا ہوا ہے "اور خاتم الانبیاء کے یہ بھی معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا جو علم آپ کو ملا کسی اور نبی کو نہیں ملا اور بنی نوع انسان کو علوم سکھانے کی جو قدرت آپ نے پائی وہ قدرت بھی کسی اور کو نہیں ملی پس آپ ہی خاتم الانبیاء ٹھہرے" دیکھئے لفظ تو خاتم الانبیاء استعمال کیا' لیکن معنی اپنا خود ساختہ پہنایا بوتل تو وہی رکھی لیبل بدل دیا۔ اس کی مثال تو یہی ہے کہ کوئی کافر اپنے نظریات باطلہ کا نام اسلام رکھ لے تو ہم اسے مسلمان سمجھیں نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی' کلمۃ الحق ارید بہا الباطل کے یہ لوگ پورے پورے مصداق ہیں اور پھر تعجب یہ کہ لکھتے ہیں ہمارے مخالفین کا یہ نعرہ مجذوبانہ ہے' ہمارے نعرے عارفانہ ہیں اور ہم کو مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی معروفت ہوئی ہے "وزدے بکف چراغ دارد"

بہرکیف یہ ظلی بروزی اور انعکاسی نبی کا نام اور ختم نبوت کے لفظ کا استعمال ایک دام اور دھوکہ ہے۔ اور لفظ نبی غیر نبی پر کسی بھی انداز سے بولنا ایک فریب ہے اور نبوت کی یہ نئی قسم فتنہ و فساد کے سوا کچھ معنی نہیں رکھتی۔

○ پھر یہ اہل دجل و تلبیس دوسرا مغالطہ یہ دیتے ہیں کہ حیات مسیح ختم نبوت کے منافی ہے۔ حالانکہ ختم نبوت اپنی جگہ ایک حقیقت ہے اور حیات مسیح اپنے مقام پر ایک الگ واضح مسئلہ ہے۔ اس میں کوئی عقلی یا نقلی تعارض نہیں بات دراصل یوں ہے کہ چونکہ یہ قادیانی مرزا کو مسیح موعود کہتے ہیں' اگر اب حیات مسیح کا انکار نہ کریں تو مرزا مسیح موعود نہیں بن سکتا'

اپنی جعلی نبوت کے پاؤں جمانے کے لئے انہوں نے وفات مسیح کا مسئلہ وضع کیا۔ ورنہ ختم نبوت کا حیات مسیح سے کوئی تصادم نہیں کیونکہ مفہوم ختم نبوت تو نبوت جدیدہ کے وصول کو مانع ہے۔ انبیاء سابقہ کی زندگی کے منافی بالکل نہیں۔

کسی شخص کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ملنا یہ اور بات ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پہلے نبی کا زندہ رہنا یہ الگ بات ہے کوئی تقابل نہیں' بلکہ نزول مسیح تو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ختم نبوت کی دلیل ہے کیونکہ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ نیا نبی نہیں آسکتا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کی انتہاء ہوگئی ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے کوئی نیا نبی آجاتا اگر جناب مسیح علیہ السلام ہی زندہ ہیں اور وہی آخر زمانے میں نازل ہوں گے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ سلسلہ اب آگے کی بجائے پیچھے کیوں ہٹتا ہے جس کا جواب یہی ہے کہ ختم نبوت کی دیوار حائل ہے۔

○ عام طور پر قادیانی ایک گمراہ کن سوال یہ بھی کرتے ہیں کہ نبوت رحمت ہے تو ختم نبوت کا معنی ہے خدا کی رحمت بند ہوگئی لہٰذا ختم نبوت مقام مدح میں نہ ہوئی اس کا جواب مفہوم خاتمیت کی تفہیم میں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں نبوت رحمت ہے' واقعی رحمت ہے مگر ختم نبوت اس سے بھی بڑی نعمت اور رحمت ہے' جیسے رات کو چراغ نعمت ہے' رحمت ہے مگر طلوع آفتاب اس سے بڑی رحمت ہے جس کے ہوتے ہوئے چراغوں کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ اب اجرائے نبوت کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم یا تو طلوع آفتاب کے بعد چراغ تلاش کرتے پھریں یا خدا سے ایک اور آفتاب کا مطالبہ کریں اور ختم نبوت کا حاصل یہ ہے کہ ہم اس طلوع آفتاب پر خدا کا شکر ادا کریں جس نے ہمیں اندھیروں سے نجات دی اور چھوٹے بڑے چراغوں سے بے نیاز کردیا' گویا ختم نبوت کا معنی "دائمی رحمت ہوا۔"

محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہے اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

کائنات انسانی کا حاصل "دل" اور دل کا حاصل "ایمان" ہے مگر خود اس ایمان کی صحت و بقا کا انحصار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور غیر متزلزل محبت پر ہے' جب تک اس ذات اقدس سے محبت کا رابطہ استوار ہے ایمان کا کل سرمایہ اندرونی چوروں اور بیرونی ڈاکوؤں کی نقب زنی سے محفوظ ہے اور جس وقت یہ نہ رہا تو حفاظت ایمان کی پھر کوئی ضمانت نہیں۔ یہ ظاہر ایمان کے ہوتے ہوئے آج ہر ایمانی بات پر جو شک و شبہ کی نظر پڑ رہی ہے اور مسلمان دماغ کو شکوک و شبہات میں مبتلا کر کے مادہ پرستانہ زندگی پر مائل کر رہی ہے۔ اس کی علت العلل اگر ڈھونڈی جائے تو وہ "محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم" کا فقدان اور ذات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی رابطہ کی شکستگی کے سوا کچھ نہ نکلے گی۔ ایسی صورت میں مسلمان کی اصلاح میں مرکز توجہ اس کے قلب ہی کو بنانا صحیح ہوگا۔ اور "محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم" کی اس میں افزائش ہی "اس کی جملہ بیماریوں کا واحد علاج ثابت ہو سکے گی۔۔

اے تو افلاطون و جالینوس!

مگر خوب یاد رہے کہ محبت کا اثر اگر محبوب کے جذب صفات کی صورت میں ظاہر نہیں ہوتا تو وہ بھی محض فریب ہے اور ایسی محبت سے کچھ حاصل نہیں اسی لئے قرآن پاک نے وہی محبت معتبر قرار دی جس میں "اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم" کی شان ہو۔

دل میں اگر حضور ہو سر خم تیرا ضرور ہو
جھکا نہ کچھ ظہور ہو وہ عشق عشق ہی نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا یہ کہ

(راجہ اختر محمود)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

انہوں نے کچھ شہد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنستے ہوئے ان کا تحفہ قبول فرمالیا۔

وہ پہلے بھی اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی نہ کوئی تحفہ پیش کرتے رہتے تھے۔

وہ بہت غریب تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے تحفے ادھار لاتے تھے۔

جب ادھار دینے والا قیمت مانگنے آتا' تو اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آتے۔

عرض کرتے:

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسے فلاں چیز کی قیمت عطا فرمادیجئے۔

ہر بار اسی طرح ہوتا تھا۔

وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحفہ لانا نہیں بھولتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تحفہ ضرور قبول فرماتے۔

جب قیمت مانگنے والا آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیمت ادا فرمادیتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں' اس لئے کوئی انہیں برا نہ کہے۔

لاہور ہائی کورٹ نے جھوٹے مدعی نبوت یوسف علی ملزم کی درخواست ضمانت خارج کردی

اس کا مقدمہ انسداد دہشت گردی کورٹ میں منتقل ہوگیا

محمد اسمٰعیل قریشی

لاہور ۱۹ ستمبر ۹۷ء آج عدالت عالیہ لاہور کے جناب جسٹس چوہدری احسان الحق کی عدالت میں ملزم یوسف علی کی درخواست ضمانت جو کئی ہفتوں سے زیر سماعت تھی فائنل بحث کے لئے پیش ہوئی' مدعی مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی سیکریٹری جنرل تحریک ختم نبوت کے تحریری بیان پر ملزم یوسف علی کے خلاف دفعہ ۲۹۵۔سی توہین رسالت ۲۹۵۔بی' ۲۹۸۔اے' ۳۲۰ اور ۳۰۶ تعزیرات کے تحت ۹۷-۳-۲۹ کو پولیس اسٹیشن ملت پارک لاہور میں کیس درج ہوا تھا۔ ملزم کے خلاف استغاثہ کی جانب سے مسٹر محمد اسمٰعیل قریشی سینئر ایڈووکیٹ اور سرکار کی جانب سے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل رانا عارف پیش ہوئے۔ مدعی کے کونسل مسٹر محمد اسمٰعیل قریشی نے عدالت کو بتلایا کہ ملزم کے جرائم ۲۹۵۔بی (مذہبی جذبات کو مشتعل کرنا) اور ۲۹۸۔اے (صحابہ کرامؓ کی توہین) کی سماعت کا اختیار صرف انسداد دہشت گردی کی عدالت کو حاصل ہے اور ان جرائم کے ملزم کی ضمانت کا اختیار بھی ضابطہ فوجداری کی دفعات ۴۹۷ اور ۴۹۸ کے تحت صرف اسپیشل کورٹ کو حاصل ہے' فاضل کونسل مسٹر قریشی نے بتلایا ملزم کے وکلاء صاحبان نے غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے عدالت کو باور کرانے کی کوشش کی تھی اور انسداد دہشت گردی کے قانون کی غلط شائع کردہ کتاب کا حوالہ دیکر بتلایا تھا کہ ہائی کورٹ کو ۴۹۷ ضابطہ فوجداری کے تحت اس کی ضمانت لینے کا اختیار ہے۔ کونسل مدعی نے سینٹرل گورنمنٹ گزٹ دکھلا کر بتلایا کہ نئے قانون کے تحت یہ اختیار صرف اسپیشل کورٹ کو دیا گیا ہے اور درخواست ضمانت وہی عدالت کرے گی' فاضل جج نے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتلایا کہ ملزم یوسف علی کا مقدمہ انسداد دہشت گردی کی عدالت میں منتقل ہوچکا ہے۔ فاضل جسٹس احسان الحق چوہدری نے فریقین کے وکلاء کی بحث کی سماعت کے بعد ملزم یوسف علی کی درخواست ضمانت اس بناء پر خارج کردی کہ ملزم کی ضمانت کی درخواست اسپیشل کورٹ کا جج کرے گا کیونکہ یہ مقدمہ وہاں منتقل ہوچکا ہے۔

ایم۔اے۔حمید اعوان نے مسٹر محمد اسمٰعیل قریشی ایڈووکیٹ کی معاونت کی۔

پاکستان کے بیت المال کے چیئرمین کا مسئلہ

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمد کندیاں شریف نے کہا کہ اخباری اطلاع کے مطابق جسٹس (ریٹائرڈ) شفیع الرحمٰن کو پاکستان بیت المال کا چیئرمین بنایا جارہا ہے' جبکہ موصوف کے متعلق مشہور یہ ہے کہ وہ قادیانی ہیں۔ اور مشہور زمانہ ظہیرالدین کیس میں وہ ۱۹۹۳ء میں اپنی سربراہی میں بننے والے بینچ جس میں چار ججوں نے قادیانیوں کے خلاف اور انہوں نے قادیانیوں کے حق میں فیصلہ دیا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ موصوف قادیانی گروہ کے سربراہ کے قریبی عزیزوں میں سے ہیں۔ یہ بیان انہوں نے برمنگھم میں عالمی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت سے واپسی پر دیا۔

انہوں نے صدر مملکت اور وزیراعظم سے مطالبہ کیا کہ مذکور کو پاکستان بیت المال جیسے خالص دینی اور اسلامی ادارہ کا سربراہ نہ بنایا جائے' کیونکہ اسلامیان پاکستان اپنے دینی معاملات میں کسی بھی قادیانی کا عمل دخل برداشت نہیں کرسکتے نیز یہ کروڑوں مسلمانوں کے حقوق کا استحصال ہے۔ انہوں نے متنبہ کیا کہ کسی قادیانی کو یہ عہدہ دیا گیا تو بھرپور مزاحمت کی جائے گی۔ نیز انہوں نے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں شامل دینی جماعتیں جو حکومت کی حلیف ہیں پر زور دیا کہ وہ حکومت کو ایسے فیصلہ پر عملدرآمد سے روکیں۔

مولانا عبدالقدیر

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت خاتم النبیین

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین○

ترجمہ: "محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر"

پاکی اور بڑائی ہے اس خداوند ذوالجلال کی جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا جس نے پرندوں چرندوں درندوں کو پیدا کیا' جس کی پیدا کی ہوئی مخلوقات کی تعداد شمار میں نہیں آسکتی رنگ برنگے نظارے پہاڑوں کی بلندیاں دریاؤں کے صاف وشفاف پانی کو جاری کرنا صبح کی چاندنی میں اس رب کائنات کی پیدا کی ہوئی مخلوق درختوں اور ٹہنیوں پر بیٹھ کر اپنے مالک کی تعریف کرنے میں گنگناتی ہیں یہ سب چیزیں مالک کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام کو بھیجا جن میں آخری نبی ورسول محمد رسول اللہؐ کو بھیجا اس لئے امت کو آخری امت کا شرف دیا یعنی جس نبیؐ کو آخر میں مبعوث فرما کر آخری نبی اور خاتم النبیین کا شرف دیا اسی طرح اس کی امت کو آخری امت ہونے کا شرف دیا'

جس طرح آپؐ اللہ کے آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اسی طرح آپ کی امت بھی آخری ہے اس کے بعد کوئی دوسری امت نہیں آئے گی اور یہ کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور خدا کے آخری نبی ہیں آپؐ کی ذات بابرکت سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں آپؐ کی بعثت سے نبوت کا دائرہ پورا ہوگیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسمانی حیثیت سے کسی مرد کے باپ نہیں البتہ آپؐ روحانی باپ ہیں.... اور روحانی باپ اور جسمانی باپ کے احکام الگ الگ ہیں' اور یہ کہ حق جل شانہ کا یہ ارشاد (ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین) نص صریح اور محکم ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور یہی بات احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اسی پر سلف اور خلف کا اور تمام امت کا اجماع قطعی ہے جس میں ذرہ برابر تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔

حق جل شانہ نے اس آیت میں آنحضرتؐ کا خاتم النبیین ہونا فرمایا جو حضور پر نور کے ان خاص فضائل اور خصائص میں سے ہے جو آپؐ کے سوا اور کسی نبی کو یہ فضیلت عطا نہیں کی گئی۔

جیسا کہ ایک احادیث میں ہے:

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے۔ (۱) مجھ کو ایسے کلمات جامع عطا کئے گئے کہ لفظ تو بہت کم اور معنی بہت زیادہ۔ (۲) میری مدد اللہ نے اس طرح فرمائی کہ دشمنوں کے دل میں میرا رعب ڈال دیا۔ (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیا مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا۔ (۴) تمام زمین میرے لئے جائے سجود اور ذریعہ طہارت بنادی گئی۔ (۵) مجھ کو تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا یعنی میری بعثت تمام عالم کے لئے ہے کسی خاص قوم کے لئے نہیں۔ (۶) میں خاتم النبیین ہوں۔ آپؐ کی خاص خصوصیت اور فضیلت ہے اب قیامت تک آپؐ کے بعد کسی کو نبوت نہیں عطا ہوگی اس لئے کہ آپؐ کا دین اور آپؐ کی شریعت کامل ہے اور تمام گزشتہ ادیان اور شرائع کی ناسخ ہے اب قیامت تک کسی نئے دین اور شریعت کی ضرورت نہیں۔

آپؐ کی امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی طرح قیامت تک آپؐ ہی کی شریعت سے عالم کی رہنمائی کرتے رہیں گے اور آنحضرتؐ نے ختم نبوت کی فضیلت کو ایک مثال سے واضح فرمایا چنانچہ حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا میری مثال اور گزشتہ پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے نہایت عمدہ مکان بنایا اور اس کو خوب آراستہ وپیراستہ کیا مگر اس کے ایک کونے پر ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑدی اور لوگ اس کے مکان کے ارد گرد گھومنے لگے اور تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ اینٹ بھی کیوں نہ لگادی گئی کہ مکان بالکل مکمل ہوجاتا آنحضرتؐ نے فرمایا اس قصر نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں جس سے وہ محل پورا ہوگیا۔ اور میں خاتم النبیین ہوں مطلب یہ ہے کہ قصر نبوت بالکل مکمل ہوچکا ہے اب اس میں کسی تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کی اینٹ کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

اسی طرح آیت میں خاتم النبیین کو سمجھو کہ آنحضرتؐ کو جو خاتم النبیین کہا گیا وہ خاتم کے حقیقی معنی آخری اور مجازی معنی افضل اور اکمل دونوں معنی کے اعتبار سے درست ہے۔ آپؐ زمانے کے اعتبار سے بھی آخری نبی ہیں اور آپؐ کی ذات وصفات' فضائل و کمالات کا بھی یہ کہ تمام کمالات آپؐ پر ختم ہیں۔

آپؐ کی نبوت اور شریعت اس درجہ کامل ہے کہ اس کے بعد کسی نبوت اور شریعت کی ضرورت باقی نہیں قیامت تک آنے والوں کی ہدایت کے لئے آپؐ کی شریعت کافی اور وافی ہے۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو ...

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟ کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟

اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عُمدہ طباعت

ہفت روزہ
ختم نبوّة
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّة کا ترجمان

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

کا مطالعہ کیجئے

ختم نبوّة

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دُنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے جس میں سیرتِ رسولِ آخر ﷺ، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

اَلحَمدُ لِلّٰہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، نائیجیریا، سعودی عرب، قطر، بنگلہ دیش آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنیئے — بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

انشاء اللہ اس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے